خلقِ پیغمبری

ڈاکٹر سید جمیل الدین

خُلقِ پیغمبری

سنہ ۱۹۹۴ئہ

تبصرہ

اور

نعتیہ انتخاب

//

ڈاکٹر سید جمیل الدین
ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی
راٹھ، ضلع ہمیر پور، یوپی

ناشر ـــــــــ ڈاکٹر سید جمیل الدین جمیلؔ
ایم ۔ اے ، پی ۔ ایچ ۔ ڈی
فرش اولیانہ ۔ راٹھ (ہمیر پور) یو ۔ پی

پہلی بار :- سنہ ۱۹۹۴ء
تعداد :- چھ سو
ھدیہ :- ۳۰/- روپے
خوش نویس :- صابر برہانپور ۔ محمد ظفر جعفری فتحپوری
مطبع :- نورانی آفسیٹ پریس کنگھی محال کانپور
تقسیم کار :- (۱) اجنتا بک ڈپو راٹھ
(۲) نسیم بک ڈپو لاٹوش روڈ لکھنؤ
(۳) ماڈرن بک ڈپو بکن گنج کانپور
(۴) شہناز پبلشرز 8/67 اندرا نگر ۔ برہان پور

فہرست مطالب

قرآن۔ شعراء۔ اسلامی شاعری۔ حدیث اور نعت کا تعارف ۴

نعت کے معنی۔ عربی۔ فارسی اور اردو میں نعت کا مفہوم ۸

نعت کا اصطلاحی مفہوم۔ نعت کا موضوع۔ نعت اور وصف میں فرق ۱۵

ہندوستان میں فارسی نعت گوئی کا آغاز ۱۹

فارسی نعتیہ کلام کے نمونے ۲۱

خواجہ معین الدین چشتیؒ۔ خواجہ بختیار کاکیؒ۔ نظام الدین اولیاؒ
امیر خسرو۔ غالب۔ سرسید احمد خاں۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی
علامہ اقبالؔ۔ مولوی مسعود علی محویؔ۔ منشی ولایت علی خاں عزیزؔ لکھنوی

پہلا دور

اردو نعت گوئی کا آغاز ۲۷

پہلا اردو نعت گو شاعر ۲۹

اردو نعتیہ کلام کے ابتدائی نمونے ۳۰

خواجہ بندہ نواز گیسو دراز۔ سید محمد اکبر حسینی۔ نظامیؔ۔ قلی قطب شاہ
غواصیؔ۔ نصرتیؔ۔ قدرتیؔ۔ فتاحیؔ۔ مثنویوں میں نعتیہ عنصر کے حوالے

دوسرا دور ۳۶

دوسرے دور کے نعتیہ کلام کے نمونے ۳۷

ولیؔ۔ سراجؔ۔ شاہ حاتمؔ۔ سوداؔ۔ میر تقی میرؔ۔ میر حسن دہلوی۔ فراقیؔ
مولانا محمد باقر آگاہ۔ منظوم سیرت نگاری کے حوالے

تیسرا دور ۴۳

نعتیہ کلام کے نمونے ۴۴

نظیر اکبرآبادی۔ مولوی کرامت علی خاں شہید۔ مومن
لطف۔ انشاء۔ جرأت۔ ناسخ۔ میرانیس۔ مرزا دبیر
ذوق دہلوی۔ شیفتہ دہلوی۔ عزیز صفی پوری۔ کافی مرادآبادی

چوتھا دور ۴۸

نعتیہ کلام کے نمونے

امیر مینائی۔ عبدالغفور نساخ کلکتوی۔ داغ دہلوی
محسن کاکوروی۔ شائق حیدرآبادی

دورِ جدید تا حال ۵۱

نعتیہ کلام کے نمونے ۵۴

حاجی امداداللہ شاہ مہاجر مکی۔ نوح ناروی۔ اصغر گونڈوی
بیدم وارثی۔ حفیظ جالندھری۔ جلیل مانکپوری۔ ناطق
گلاؤٹھی۔ سیماب اکبرآبادی۔ سید سلیمان ندوی، انور صابری
علامہ حق بنارسی۔ عمر وارثی سنبھلی۔ رؤف امروہی، افسر امروہی
شوق راٹھوی۔ حق چھترپوری۔ ڈاکٹر جمیل راٹھوی

انتخاب کلام نعت

۱۔ ولیؔ

۲۔ سراجؔ اورنگ آبادی

۳۔ مرزا محمد رفیع سوداؔ

۴۔ مولانا محمد باقر آگاہؔ

۵۔ مولوی کرامت علی شہیدؔ

۶۔ حکیم مومن خاں مومنؔ

۷۔ لطف علی خاں لطفؔ

۸۔ کافیؔ مراد آبادی

۹۔ مولانا الطاف حسین حالیؔ

۱۰۔ امیرؔ مینائی

۱۱۔ محسنؔ کاکوروی

۱۲۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی

۱۳۔ بیدمؔ وارثی

۱۴۔ حفیظؔ جالندھری

۱۵۔ بہزادؔ لکھنوی

۱۶۔ کوثرؔ جائسی

۱۷۔ ماہرؔ القادری

۱۸۔ امیدؔ فاضلی

تعارف

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس کے محبوب کے صدقہ میں ڈاکٹر سید جمیل الدین جمیل کی ان تمام کاوشوں کا کچھ حصہ تو منظر عام پر آیا جو وہ ایک زمانے سے کر رہے ہیں۔ میرا ان کا بڑا پرانا ساتھ ہے۔ جب سے ملاقات ہوئی میں نے یہی پایا کہ ان کا دل و دماغ عشق رسولؐ سے سرشار ہے۔ ہم لوگ ساتھ ساتھ مشق سخن کرتے تو میں دیکھتا کہ ان کی غزلوں اور گیتوں میں بھی نعتیہ رنگ ابھر کر سامنے آجاتا۔

حالات کچھ ایسے پیش آئے کہ میں ایم۔ اے اور پی ایچ۔ ڈی کر کے پروفیسر ہو گیا اور جمیل صاحب شاعروں اور درس و تدریس اور کتب خانہ کے ذریعہ ادب کی خدمت میں ڈوبے رہے۔ وہ تاریخ سے ایم۔ اے کر چکے تھے مگر میرے مشورے پر انہوں نے اردو میں ایم۔ اے (درجہ اول میں) کر لیا اب مجھے موقع مل گیا کہ میں ان سے وہ گراں قدر کام کرا لیتا جس کے لئے وہ تن من دھن سے تیار تھے۔ اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ شاید اسی کام کو کرانے کے لئے اللہ نے ہم لوگوں کی ملاقات کرائی تھی۔ ڈاکٹر جمیل نے اعلیٰ حضرت

احمد رضا خاں کی نعت گوئی پر کام شروع کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے بہت ہی گراں قدر مقالہ پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری کے لئے لکھ ڈالا۔ یہ اور بات ہے کہ کام میری نگرانی میں ہوا۔ مگر سبھی کاوشیں ڈاکٹر جمیل کی ہی ہیں۔

مقالہ شائع ہوا اس کے پہلے شدت سے ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک نعتیہ انتخاب اس طرح کا شائع کیا جائے جس میں ہر دور کے شعراء کا کلام ہو اور نعت گوئی پر ایک سیر حاصل تبصرہ بھی ہو۔ اکثر یونیورسٹیوں میں جب نصاب تشکیل دیا جاتا ہے تو دوسری اصناف کی طرح نعت کی بات تو آتی ہے لیکن جب یہ بات آتی ہے کہ انتخاب کون سا رکھا جائے؟ تو بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ اس کا حل اس انتخاب سے نکل آئے گا۔ اس کے علاوہ ان حضرات کے لئے بھی یہ انتخاب بے حد مفید ہے جو نعت گوئی کے ارتقاء کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔

میں ڈاکٹر جمیل کو اپنے اچھے تبصرے اور انتخاب کے لئے مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعاگو ہوں کہ اس انتخاب کو بھرپور مقبولیت حاصل ہو۔

آمین۔

ڈاکٹر محمد شفیع
صدر شعبۂ اردو۔
سیوا سدن کالج۔ برہانپور
پناہ گاہ اندرا نگر۔ برہانپور

عرض حال

ڈاکٹر سید جمیل الدین

پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت کا اظہار اور سیرت طیبہ کے توسل سے زندگی کے مسائل و مباحث کا حل پیش کرتے ہوئے صرف اردو زبان میں ہی اتنے اشعار ہر روز کہے جاتے ہیں کہ ہر دن ایک ضخیم کتاب مرتب ہوتی جائے اور ان تخلیقات میں ایسے سرمایہ کی کمی نہیں جو فن اور موضوع کی ہر کسوٹی پر معیاری و شاندار ہے۔ اس پاکیزہ اور نادر و نایاب سرمائے کو نصابی کتب کی زینت بنانے سے کیوں اجتناب کیا جاتا ہے یہ سوال میرے ذہن میں اس وقت سے اہمیت کے ساتھ موجود ہے جب میں اسی موضوع پر تحقیقی مقالہ برائے پی۔ ایچ۔ ڈی تحریر کرنے میں مصروف تھا۔ تحقیقی سفر طے کرتے ہوئے یہ بات سامنے آئی کہ نعت کے موضوع پر تفصیلی مضمون کے لیے جن کتب کی ضرورت ہے وہ ضخیم اور گراں قیمت ہونے کی وجہ سے نعت کے عام قاری تک پہنچ پائیں یہ ممکن نہیں ہے اور جو آسانی سے دستیاب ہونے والی کم قیمت کی کتب ہیں ان میں نعت کی نحوی صورتوں نیز فن پر کوئی اہم مضمون نہیں ملتا۔ ان تمام مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے "نعت" کے لغوی معنی عربی، فارسی اور اردو میں نعت کے معنی و مفہوم نعت کا معنوی سفر اور نعت کے فن جیسے موضوعات پر اہم اور ضروری معلومات فراہم کرنے میں مصروف تھا خدا کا شکر ہے کہ میری یہ پہلی کاوش مکمل ہوئی جو کئی اعتبار سے منفرد ہو سکتی ہے۔

یقین ہے کہ یہ مختصر سی کتاب عام نعتیہ حلقوں کیلئے مفید ثابت ہوگی اللہ رب العزت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل میری لغزش و خامی کو بخشنے والا غفور و رحیم ہے ادبی حلقوں سے نیک مشورے کا خواہاں ہوں کہ یہ حرف آخر تو نہیں بھول چوک کو درست کرنے کیلئے ہمیشہ دل سے تیار ہوں اس تخلیق کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں جناب ڈاکٹر محمد شفیع صدر شعبہ اردو سیوا سدن کالج برہانپور نے تو اہم کردار ادا کیا ہی ہے میرے رفیق دیار جناب شیخ قدیر دراٹھ اور شریک حیات ساجدہ جمیل کا گرانقدر تعاون قابل صد احترام ہے۔

قرآن کریم نے شاعروں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔
۱۹ ویں پارہ کی سورہ شعراء کی ۲۲۱ نمبر کی آیت سے یعنی ——
ھل انبئکم............ بعد ما ظلموا تک

ترجمہ:۔ کیا تمہیں بتا دوں کہ کس پر اترتے ہیں شیطان —— اترتے ہیں ہر بڑے بہتان والے گناہ گار پر۔ شیطان اپنی سنی ہوئی ان پر ڈالتے ہیں۔ اور ان میں اکثر جھوٹے ہیں۔ اور شاعروں کی پیروی کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ ہر نالے میں سرگرداں پھرتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے۔ مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ اور بکثرت اللہ کی یاد کی۔ اور بدلہ لیا بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا۔

"اس میں کفار کی اس ہجو اس کی تردید ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شاعر ہیں فرمایا گیا کہ شعراء کے جھوٹے کلام کو رواج دینے والے ان لوگوں جیسے آوارہ اور جھوٹے لوگ ہوتے ہیں اور حضورؐ کی اتباع کرنے والے ابو بکر صدیق، عمر فاروق جیسے پاک نفس اور پاکباز لوگ ہیں۔ ان پاک لوگوں کو دیکھو اور حضورؐ کی حقانیت کا پتہ لگا لو۔ اس سے

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی پاکبازی حضورؐ کی حقانیت کی دلیل ہے۔

"یہ ہر طرح کی جھوٹی باتیں بناتے اور ہر لغو چیز پر شعر گوئی کرتے ہیں کبھی کسی کی تعریف کرتے ہیں اور پھر اس کی برائی۔ گالی گلوچ یعنی طعن، جھوٹے دعوے، تکبر و فخر کی باتیں کرنا ان کا شیوہ ہے۔ جیسا شعراء عرب کے کلام میں دیکھا جاتا ہے۔ کسی شاعر نے عبدالملک بن مروان کو اپنا فحش کلام سنایا۔ عبدالملک نے کہا تجھے زنا کی سزا ملنی چاہیے کیونکہ تو خود اپنے زنا کا اقراری ہے۔ وہ بولا قرآن کہتا ہے کہ میں سزا کے لائق نہیں اور یہ آیت پڑھی کہ شعراء کہتے بہت ہیں کرتے کچھ نہیں۔ اس سے پتہ لگا کہ نعت گوئی اور حمد کے قصیدے، علم کے مسائل پر اشعار لکھنا عبادت ہے۔ جن شعراء کی برائی فرمائی گئی ہے وہ جھوٹے اشعار کہنے والے ہیں۔ مگر کفار کی ہجو کرنا انتقام کی ایک صورت ہے۔ ان آیات میں حسب ذیل قسم کے شعراء کو پچھلے حکم سے علیحدہ کر دیا گیا۔ حمد الٰہی، نعت رسولؐ لکھنے والے، شرعی مسائل اشعار میں لکھنے والے، کفار کے بدلے میں ان کی ہجو اور برائی کرنے والے، غازیوں کو جوش دلانے والے وغیرہ ـــ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نعتیہ اشعار لکھتے اور حضور کو سنانے لاتے تو سرکار ان کے لئے مسجد میں منبر بچھواتے جس پر کھڑے ہو کر وہ نعت خوانی کرتے تھے۔" [۱]

إنّ من الشعر لحكمة وإنّ من البيان لسحرا

(بے شک شعر حکمت ہے اور بیان جادو (الحدیث))

اللہ کے رسول نے شعر کو حکمت فرما کر اچھے اشعار کا مقام بلند کر دیا اور خود بھی عمدہ اشعار سنے اور پسند فرمائے۔ شعراء کو بیش بہا انعام سے نوازا، سو سو اونٹ عطا فرمائے و خلعت فاخرہ مرحمت فرمائے۔

لفظ نعت کے تخلیقی معنی و مفہوم اور نعت نگاروں کے جدا جدا خیالات اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ نعت کے معنوی سفر کا سلسلہ بہت قدیم ہے۔ قرآنی آیت کی تفسیر

---

[۱] تفسیر نعیمی

کے مطابق لفظ نعت اسلام کی آمد سے بہت پہلے یہود کی دعاؤں میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف میں مستعمل تھا۔ دور جاہلیت میں مختلف حیثیت سے اس لفظ کا استعمال ہوا۔ عربی زبان میں مختلف معنی و مفہوم میں استعمال ہونے کے ساتھ اسلام کی آمد لفظ نعت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہو کر صنف سخن کی حیثیت اختیار کر گیا۔ فارسی میں عربی کی طرح وصف رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے معنی و مفہوم میں استعمال ہوا ــــ اردو زبان و ادب میں علی خاں کی مثنوی "قصہ زیتون اور محمد حنیف" میں نعت کا لفظ صحابہ کرام کی منقبت کی جگہ عنوان میں بہت پہلے استعمال ہوا۔ اس کے علاوہ ثنائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں اس کا استعمال ہے۔ عربی اور فارسی کی طرح مطلق وصف یا دوسرے معنی و مفہوم میں اس کا استعمال نہیں ہے۔ یعنی مختلف معنوی صورتوں سے گزر کر عربی سے فارسی اور فارسی سے اردو ادب تک لفظ نعت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف و مدح سرائی کے لئے مخصوص ہو کر ادبی و شعری اصطلاح میں مخصوص صنف سخن کے روپ میں رواج پا گیا اور اردو میں نعت کے معنی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف ہی کے مفہوم میں مخصوص ہو کر عام ہوا۔ عام تصور یہی ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کا نام نعت ہے۔ نعت سے متعلق ادب کے مطالعہ سے اس کے موضوع کی وسعت کا پتہ چلتا ہے ستائش رسول صلی اللہ علیہ وسلم نعت کا اہم موضوع ہے اور اسی موضوع کو نعت میں مرکزیت حاصل ہے ... نعتیہ شاعری کا آغاز یعنی صنف سخن کے روپ میں نعت کی ابتدا و نعتیہ شاعری کے ان رموز کو اجاگر کرتی ہے جو آج بھی عام نہیں ہیں۔ کفار شعراء نے اپنی چرب زبانی سے جب گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ شروع کیا۔ تو معلم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر کفار کی ذلیل حرکت کا جواب مسلمان عربی شعراء نے اپنے اشعار کے ذریعہ دے کر ادبی جہاد کا آغاز کیا۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب نسب، کردار، اوصاف کی تعریف و توصیف میں شعر کہے۔ عربی نعتیہ شاعری میں موضوع کی وسعت اور عظمت کی کوئی حد نہیں۔ تخلیق کائنات سے لے کر انسانی ترقی کے تمام

مراحل نیز آج کی سائنسی تحقیق کے کارناموں کا کون سا پہلو یا گوشہ ہے جو پیغمبر اسلام کے توسل سے بیان نہ کیا گیا ہو۔ اور یہ سب کچھ قرآن وحدیث کی روشنی میں جس حسن وخوبی سے اشعار میں پیش کیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ (جیسے معراج کا سفر، عادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کے حکیمانہ پہلو وغیرہ) فارسی نعتیہ شاعری موضوع کے اعتبار سے عربی نعت کی پیروی کرتی نظر آتی ہے لیکن اردو نعتیہ شاعری موضوع کے اعتبار سے ایک نوعیت اختیار کر گئی ہے۔ اردو نعتیہ شاعری کے بیشتر حصہ میں عربی و فارسی کی نعتیہ شاعری جیسی وسعت نظر نہیں آتی۔ قرآن وحدیث سے جس کا دور کا بھی تعلق نہیں۔ ایسا موضوع بھی اردو نعت میں موجود ہے اس کے بعد بھی اردو نعت میں ایسے بے شمار اشعار موجود ہیں جو قرآن وحدیث کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اور جن میں پیکر نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقصد نبوت سے دل بستگی بھی پائی جاتی ہے۔ اردو نعت کی اصل جان عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبۂ صادق ہے جو اس صنف کو اردو حلقوں میں مقبول بنائے ہے۔ اردو نعت کا بہت بڑا حصہ حلیہ مبارک صلی اللہ علیہ وسلم شہر طیبہ کی گلیوں، ذروں، درختوں وغیرہ کے موضوع کے ساتھ کہیں زیادہ نظر آتا ہے۔ لیکن مرکزی موضوع عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جمالیاتی عنصر اپنی کثرت کی بنا پر اردو نعت کو اعلیٰ مقام عطا کرتا ہے۔ اصل میں عربی اور فارسی میں اس جذبۂ صادق کو مرکزیت حاصل ہے اور اردو نعت میں اس مرکزی موضوع سے متعلق عربی و فارسی کی پیروی میں کوئی کمی نہیں چھوڑی گئی۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی ہندوستان کے ہر شعبے میں تبدیلی کا پیغام لائی نتیجتاً ادب پر بھی اس کے نمایاں اثرات نظر آئے۔ شاعری میں حقیقت پسندانہ رجحانات اور جدید نعت گوئی کا آغاز اس عصر سے منسلک ہے۔ قدیم وجدید رنگ کے حسین امتزاج نے اردو نعت کو کمال عروج تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اور قابل احترام نعت گو شعراء کی ایک بڑی تعداد اس عصر کی دین ہے۔ اس دور کی نعتیہ شاعری نے بھی انفرادیت قائم کی اور جذبات کے پہلو بہ پہلو حقیقت پسندی کے ساتھ اصلاحی

مضامین پیش کئے، اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کے توسل سے قوم کو سنبھلنے کی راہ دکھائی۔

نعت کے معنیٰ و مفہوم: ـــــ یعنی ہر وہ شعر جس میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت کے اظہار کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب قرآن کریم کی روشنی میں متعین کئے گئے ہوں "نعت" ہے۔

"نعت عربی زبان کا مادہ ہے عرب لغت نگاروں کے خیالات سے لفظ نعت کے معنوی سفر کا پتہ چلتا ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی کی بنا پر یہ لفظ بیشتر زبانوں میں بڑے ادب و احترام سے لکھا پڑھا اور سنا جاتا ہے "نعت" لفظ سے مل کر بننے والے دوسرے الفاظ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی لے جاتے ہیں۔ مثلاً

نعتیہ: ـ نعت سے منسوب ہے ـ جس میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی ہو۔

نعتیہ کلام: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف میں کہے گئے اشعار۔

نعت گو: ـ نعت کہنے والا ـ پیغمبر اسلام کی شان میں شعر کہنے والا۔

نعت خواں: ـ نعت پڑھنے والا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہے گئے اشعار پڑھنے والا۔

عربی میں نعت کے معنیٰ و مفہوم: ـ لفظ نعت پر سب سے تفصیلی بحث "تاج العروس" کے مصنف نے کی ہے اور اس مادہ کی مختلف نحوی صورتوں کو مثالوں سے واضح کیا ہے وہ "النعت" کے ضمن میں کہتے ہیں نعت صوتی اعتبار سے منع کی طرح ہے (یعنی اس کا کلمہ عین (درمیانی حرف) دونوں میں مفتوح ہوتا ہے۔) [1]

---

[1] نقوش رسول نمبر جلد دہم صفہ ۱

ابن سیدہ کہتے ہیں کہ عمدہ اور جید چیز کو جس کے اظہار میں مبالغہ سے کام لیا جائے نعت کہتے ہیں۔ جو چیز بہت خوب ہو، اس کے متعلق کہا جاتا ہے "ھذا نعت"۔

ازہری کہتے ہیں کہ نعت کا لفظ اس گھوڑے کے وصف کے لئے استعمال ہوتا ہے جو بہت ہی خوبصورت اور دوڑ میں سبقت لے جانے والا ہو اور اسی طرح نعتہ، نعیت، نعتیۃ کے الفاظ اس گھوڑے کے لئے استعمال ہوتے ہیں، جو عمدگی، جودت اور تیز رفتاری کا وصف رکھتا ہو۔ "منتعت" اس ذی حیات کو کہتے ہیں جو کہ اس میں کوئی ایسا خاص وصف ہو جو اسے ہم جنسوں میں فضیلت بخشے، مثلاً نعتہ فانتعت (میں نے اس کی نعت بیان کی پس وہ صاحب نعت ہوا) جیسے کہا جاتا ہے "وصفتہ فاتصف" (میں نے اس کی صفت بیان کی اور وہ موصوف ہوا)، ابن الاعرابی لکھتے ہیں کہ نعت کا لفظ اس انسان کے لئے بھی استعمال ہوگا، جو نہایت خوبرو اور حسن وجمال سے اتصاف پذیر ہو۔ (اسی حوالے سے) نعیت نہایت عمدہ، معزز اور سبقت لے جانے والے کو کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس مادہ "نعت" کا کوئی لفظ استعمال نہیں ہوا۔ البتہ بعض مفسرین نے قرآن کی تشریح اور ترجمہ میں اس لفظ کو وصف کے معنی میں استعمال کیا ہے۔ احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور شمائل نبوی (حافظ محمد بن عیسیٰ) میں نعت کا لفظ اپنی مختلف نحوی اور صرفی صورتوں میں قریباً پچاس مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ یہاں یہ لفظ متنوع مفاہیم اور مختلف معانی میں نظر آتا ہے۔

احادیث میں یہ لفظ مطلق اظہار اور درمیان محض سے لے کر عام اشیاء و افراد کی تعریف، صفت، حالت، کیفیت، صورت، احوال، خصوصیت، علامت اور کسی چیز کی خاصیت یا کسی شخص کے حلیہ کے بیان میں استعمال ہوتا ہے اس مفہوم کی رعایت اور نسبت سے یہ لفظ بعض مقامات محمود (مثلاً سدرۃ المنتہیٰ اور مسجد اقصیٰ) کی تعریف و توصیف میں ملتا ہے اور اسی حوالے سے بعض صحابہ کرام کے اوصاف اور دین اسلام اور اس کے ارکان یعنی نماز وغیرہ کی تعریف میں بھی نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ کی صفات

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال اور قرأت کی تعریف اور حضور کی مدح کے ضمن میں بھی یہ استعمال ہوا ہے۔ احادیث میں لفظ نعت کا استعمال اگرچہ صفت محمودہ ہی کے معنی میں ہے۔ اور وصف مفہوم کے لئے اس کے ساتھ تخصیص کے ساتھ کردہ کی اضافت ملتی ہے۔ تاہم یہ لفظ نامبارک اشیاء کی کیفیت اور وضاحت کے بیان میں بھی استعمال ہوا ہے، مثلاً مسند ابن حنبل (جلد سوم صـ۱) میں یہ لفظ جہنم کی زنجیروں اور سلاخوں کی کیفیت کے بیان میں آیا ہے ایک دو جگہوں پر یہ لفظ نشاندہی اور تجویز و سفارش ——— (Recommendation —) کے مفہوم میں بھی ملتا ہے۔ احادیث میں اگرچہ نعت کا لفظ تخصیص طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف مدح و ثنا میں نہیں آیا پھر بھی لفظ نعت کے اس مفہوم کا سراغ لگانے میں ہمارا اولیں مرجع احادیث ہی قرار پاتا ہے۔ نعت کے اصطلاحی مفہوم کی تلاش میں جب ہم احادیث سے رجوع کرتے ہیں تو ہمیں چند احادیث میں یہ لفظ واضح طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں نظر آتا ہے [۱]

عربی کے لغات میں لفظ نعت اور اس کی دوسری نحوی صورتوں کے جو مفاہیم و مطالب سامنے آتے ہیں وہ کچھ یوں ہیں (نعت) کسی چیز کو بیان کرنا (نعت ینعت نعتاً) اوصاف بیان کرنا خصوصاً تعریف میں نعت صفت، وصف، جوہر، تعریف، خاصیت (نعت) کسی شے کی خوبیوں کا بیان جب کہ اس کے وصف میں مبالغہ کیا جائے (نعت نعتاً) بہ تکلف عمدہ صفات دکھانا (نَعُتَ) خلقتاً عمدہ صفات والا ہونا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و توصیف بھی نعت کے مفاہیم میں شامل ہے۔

عربی لغت نگاروں کے خیالات کے مطالعہ سے لفظ نعت کے مفہوم کے بارے میں جو نمایاں تاثرات ابھرتے ہیں وہ اسے اپنے قبیل کے دوسرے الفاظ مثلاً وصف صفت، تعریف، ثنا، حمد اور منقبت وغیرہ سے منفرد اور ممتاز ٹھہراتے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک تو یہ لفظ خاص طور پر تعریف میں یعنی اوصاف حسنہ یا وصف محمود کے لئے۔

---

[۱] نقوش رسول نمبر جلد دہم صـ۱۳، ۱۲، ۱۱

استعمال ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ لفظ کسی شے یا شخص کے محض سرسری اوصاف بیان کرنے کے لئے استعمال نہیں ہوتا بلکہ بہ تکلف عمدہ صفات دکھانے کا مفہوم اندر رکھتا ہے۔ تیسرے یہ کہ لفظ نعت خلقاً عمدہ صفات کے مالک کے لئے استعمال ہوتا ہے یعنی اس شخص کے لئے جو پیدائشی طور پر خوبصورت ہو عمدہ خصلتوں اور اچھے اخلاق والا ہو۔ چوتھے یہ کہ لفظ اوصاف کے انتہائی درجہ کے مفہوم میں آتا ہے۔

ن ع ت۔ عربی زبان کا ایک مادہ ہے۔ لغت میں اس کے معنی ہیں اچھی اور قابل تعریف صفات کا کسی شخص میں پایا جانا اور ان صفات کا بیان کرنا عربی میں کہا جاتا ہے "نعت الرَّجُل" یعنی آدمی میں خلقاً یا طبعاً بہترین خصلتیں پائی جاتی ہیں۔ اسی طرح جب کوئی شخص اپنے ہم چشموں میں سب سے بلند مرتبہ اور سب سے بہتر صوری و معنوی صفات کا حامل ہو تو عربی محاورے میں کہیں گے "ھُوَ نعتۃٌ" وہ خوبی میں بہترین ہے۔ عربی زبان میں تعریف کے لئے اور بھی بہت سے مصادر مستعمل ہیں مثلاً حمد، ثنا، مدح وغیرہ اگرچہ ان سب کے محل استعمال میں ہمیشہ پوری پابندی نہیں کی گئی۔ مگر اہل قلم حضرات نے عملاً لفظ حمد کو اللہ جلالہٗ کی تعریف کے لئے اور لفظ نعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا و صفت بیان کرنے کے لئے مخصوص کر لیا ہے لفظ مدح کو عام تعریف و توصیف کے لئے لفظ ثنا کی طرح استعمال کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ عربی میں نعتیہ کلام پر مشتمل مجموعوں کو مدائح النبویہ کا نام دیا جاتا ہے مثلاً "المدائح النبویۃ" (شیخ یوسف بن اسمٰعیل انبہانی مرحوم) وغیرہ۔

قرآن کریم کی ایک آیت کی تفسیر کے مستند حوالے یہ ثبوت پیش کرتے ہیں کہ لفظ نعت کا استعمال پیغمبر اسلام کی بعثت و ولادت سے بہت پہلے کے زمانہ میں بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعریف و توصیف کے لئے ہوتا تھا۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ لَا دَعَا نُوَّا مِن ۔

قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ج (اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (یعنی قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (یعنی توریت) کی تصدیق کرتی ہے اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے) فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ [1] (تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ نے لعنت کی منکروں پر)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مستند مفسرین کرام علیہم الرحمہ نے کہ یہود کس طرح دعا مانگتے تھے یہ عبارت نقل کی ہے۔

" اللّٰهم انصرنا بالنبی المبعوث فی اخر الزمان الذی نجد نعتہ وصفتہ فی التورٰۃ "

ترجمہ :۔ اے اللہ ہماری مدد فرما اس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے جو آخر زمانہ میں بھیجے جائیں گے جن کی نعت اور صفت ہم توریت میں پاتے ہیں " [2]

اسلام کی آمد کے بعد لفظ نعت کا استعمال پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ بیان کرتے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس معنیٰ میں سب سے پہلے کیا ہے کہ واصف کی جگہ انھوں نے ناعت استعمال کیا۔ شمائل ترمذی کی اس حدیث کے وہ آخری کلمات جن میں ناعت کا لفظ آیا ہے ذیل میں درج ہے۔

و من خالطہ معرفہ احبّہ یقول ناعتہ لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (جو آپ سے تعلقات بڑھاتا ہے، محبت کرتا ہے آپ کا وصف بیان کرنے والا یہی کہتا ہے کہ آپ سے پہلے نہ آپ کے جیسا دیکھا اور نہ آپ کے بعد آپ جیسا دیکھا [3]

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعریف و توصیف نیز اوصاف حمیدہ

---

[1] قرآن کریم پارہ ۱، سورۃ ۲ (البقرہ) آیت ۸۹ ترجمہ کنزالایمان۔ احمد رضا خاں بریلوی

[2] تفسیر جلالین صہ ۱۴، تفسیر نیشاپوری صہ ۳۲۶ بحوالہ نقوش [3] شمائل ترمذی صہ ۵۶۲

کے لئے لفظ نعت کا استعمال خود فرمایا ہے

عن انس .... نعتی وصفتی .... واصلہ ولوا اخاکم[۱]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے — ایک یہودی کا لڑکا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا شرف حاصل کرتا تھا، بیمار ہوگیا، نبی صلعم عیادت کو اس کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ نے لڑکے کے سرہانے اس کے باپ کو تورات پڑھتے ہوئے دیکھ کر اس سے (لڑکے کے باپ سے) فرمایا — "اے یہودی میں تجھ کو اس خدا کی قسم دلاکر پوچھتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ پر تورات نازل فرمائی کہ کیا تورات میں میری نعت میری صفت، میرے مخرج (بعث، ہجرت، مدفن) کا تذکرہ پاتا ہے اس نے (لڑکے کے باپ نے جواباً انکار کیا۔ تو لڑکا بول اٹھا کہ خدا کی قسم میں تورات میں آپ کی نعت، آپ کی صفت اور آپ کے مخرج کا تذکرہ پاتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بلا شبہ آپؐ خدا کے رسول ہیں۔[۱]

فارسی زبان میں لفظ نعت کے معنیٰ و مفہوم

فارسی لغات میں نعت کا لفظ مطلق وصف اور ثنائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں معانی میں آیا ہے۔ فرہنگ آموزگار میں اس کا مطلب ستائش، وصف، صفت[۲] اور منتخب اللغات میں صفت و وصف کردن ہے[۳] جبکہ غیاث اللغات میں تعریف و وصف کردن از منتخب کے بعد مصنف نے لکھا ہے کہ اگرچہ لفظ نعت بمعنی مطلق وصف است لیکن اکثر استعمال ایں لفظ بمعنی مطلق.. ستائش و ثناء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ است[۴] فارسی میں اللہ کی

---

[۱] المشکوٰۃ المصابیح ص ۵۱۵ مطبع مجیدی پریس کانپور [۲] آموزگار حبیب اللہ آموزگار ص ۹۹۲

[۳] منتخب اللغات [۴] حاشیہ غیاث اللغات ص ۵۲۷

توصیف کے لئے بھی نعت لفظ کا استعمال ہوا ہے اور فارسی میں صحابہ کرام کے لئے بھی لفظ نعت کا استعمال ہوا ہے مثلاً سید ضیاء الدین دہشیری کی کتاب "نعت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم در شعر فارسی" کے دیباچے میں ان کی زیر ترتیب کتاب نعت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ در شعر فارسی کا بھی ذکر ملتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے ذہن میں نعت کا وہ جداگانہ مفہوم نہیں جو اردو میں مروج ہے بلکہ انہوں نے نعت کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ دونوں کے ضمن میں وصف مطلق کے مفہوم میں برتا ہے۔ [1] اس طرح یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ فارسی میں لفظ نعت معنی واصلاحی تشخص کے بغیر یا تخصیص، خاص طور پر ثنائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ اپنے لغوی معنوں وصف کردن اور منتخب یعنی اولیاء و مرسلین وغیرہ کے لئے بھی مستعمل ہے۔

اردو زبان میں نعت کے معنیٰ و مفہوم

اردو لغات میں اگرچہ عربی و فارسی کی پیروی میں نعت کا لفظ مطلق وصف اور ثنائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں معنی میں آیا ہے مگر جیسا کہ نور اللغات کے مرتب نے لکھا ہے۔ یہ لفظ بمعنی مطلق وصف ہے لیکن اس کا استعمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ستائش و ثنا کے لئے مخصوص ہے۔ اردو زبان و ادب میں مطلق وصف کے معنی میں اس کا استعمال قریب قریب ناپید ہے۔ تلاش بسیار کے بعد علی خاں کی مثنوی "قصہ زیتون و محمد حنیف" میں لفظ نعت کا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت کی جگہ عنوان میں استعمال ہوا ہے۔ وہ یوں درج کرتے ہیں: "در نعت اصحاب کبار فی اللہ نفسہم"۔ [2]

---

[1] نعت حضرت رسول اکرم در شعر فارسی ۔ سید ضیاء الدین دہشیری

[2] اردو کی قدیم منظوم داستانیں ۔ مرتبہ خلیل الرحمٰن داؤدی جلد اول ص ۳۰۶

اس ایک تمام کے علاوہ اردو شعروادب میں لفظ نعت کا وصف رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی استعمال دیکھتے ہیں آیا ہے اس کی بڑی وجہ غالباً یہ ہے کہ عربی سے فارسی اور پھر فارسی سے اردو شعروادب کے آغاز تک یہ لفظ وصف مطلق کی عمومیت سے نکل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و مدح کے لئے مخصوص ہو چکا تھا اور لفظ محض کی بجائے ایک مخصوص شعری و ادبی اصطلاح کے طور پر رواج پا چکا تھا یہی وجہ ہے کہ اردو کی بعض جدید لغات میں اس کے اصطلاحی معنی درج ہیں اور اس کا تعمیمی پہلو (وصف مطلق) غائب ہے یعنی اردو میں نعت کا مطلب اصطلاحی حوالے ہی سے درج ہے مثلاً وہ نظم جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہی جائے۔

ڈاکٹر طلحہ رضوی برق اس ضمن میں فرماتے ہیں "نعت اس کلام منظوم کو کہتے ہیں جو حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں زیب قرطاس ہو۔"

والی آسی اس ضمن میں فرماتے ہیں "نعت عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی تمام لغات میں وصف روحی فداہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درج ہیں یہ اس لفظ کی خوش قسمتی ہے کہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرنے کے معنوں میں ہمیشہ سے استعمال ہوتا آیا ہے۔ اور ہوتا رہے گا۔" [1]

نعت کا اصطلاحی مفہوم

نعت لفظ کے اصطلاحی مفہوم کی رو سے نظم و نثر کی ہر وہ بات جس میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی ہو نعت ہے۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری اس ضمن میں فرماتے ہیں "آنحضرت کی مدح کے متعلق نثر اور نظم کے ہر ٹکڑے کو نعت

---

[1] ارمغان نعت ۔ والی آسی ۔ ساجد صدیقی

کہا جائے گا۔ لیکن اردو اور فارسی میں جب نعت کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو اس سے عام طور پر آنحضرت کی منظوم مدح سرائی کی جاتی ہے۔" [۱] ڈاکٹر یونس کے خیال کے مطابق "ایسی تمام نظمیں جن میں رسول خدا سے محبت اور عقیدت کا اظہار کیا جائے یا ان کے محاسن بیان کئے جائیں نعت کی تعریف میں آتی ہے۔" [۲] ڈاکٹر ظفر اقبال کے خیال میں "نعت کا اطلاق نظم و نثر دونوں پر ہوتا ہے لیکن عام طور پر منظوم کلام کے لئے ایک اصطلاح کی حیثیت اختیار کر گئی ہے حالاں کہ نثر میں بھی نعت کے شاندار نمونے پائے جاتے ہیں۔" [۳] ممتاز حسین اپنے مختصر مگر جامع تبصرے میں فرماتے ہیں "میرے نزدیک ہر وہ شعر نعت ہے جس کا تاثر ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے قریب لائے جس میں حضور کی مدح ہو یا حضور سے خطاب کیا جائے۔ صحیح معنوں میں نعت وہ ہر جس میں محض پیکر نبوت کے صوری محاسن سے لگاؤ کی بجائے مقصد نبوت سے دل بستگی پائی جائے جس میں جناب رسالت مآب سے صرف رسمی عقیدت کا اظہار نہ ہو بلکہ حضور کی شخصیت سے ایک قلبی تعلق موجود ہو وہ مدح یا خطاب بالواسطہ یا بلاواسطہ اور وہ شعر نظم ہو یا غزل، قصیدہ ہو یا مثنوی، رباعی ہو یا مثلث مخمس ہو یا مسدس اس سے نعت کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ البتہ نعتیہ کلام کی معنوی قدر و قیمت کا دار و مدار اس کے نفس مضمون پر ہے اگر اس کا مقصد ذات مقدس رسالت کی حقیقی عظمت کو واضح کرنا اور آقائے دوجہاں کی بعثت کی جو اہمیت نوع انسانی اور جملہ موجودات کے لئے ہے اسے نمایاں کرنا ہو تو وہ صحیح طور پر نعت کہلانے کا مستحق ہے۔" [۴]

نعت کا موضوع

نعت میں شعراء کرام نے سیرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ہر پہلو کو

---

[۱] اردو کی نعتیہ شاعری۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری ص۲۲ [۲] اقبال شیرانی اور جدید اردو ادب۔ ڈاکٹر یونس حسنی ص۳
[۳] کائنات خصوصی اشاعت رحمۃ للعالمین نمبر کراچی ص۵۵-۵۶ [۴] نور البشر کے حضور میں۔ ممتاز حسین بحوالہ نقوش

قلم بند کیا ہے اس کے موضوعات میں آنحضرت کی زندگی کے سارے ثقافتی اور تہذیبی پہلو اور سماجی و سیاسی مباحث در آئے ہیں یہ ایک الگ بات ہے کہ اردو فارسی شعرا نے عموماً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ اقدس، واقعہ معراج اور معجزات ہی کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا ہے۔ لیکن نعت کے موضوع کا دائرہ اس سے بہت وسیع ہے اس میں شمائل و فضائل کے ساتھ معمولات نبوی، عبادات نبوی، آداب مجالس نبوی پیغامات نبوی اور اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار پہلو شامل ہیں۔ حسن عمل حسن سلوک، حسن بیان اور حسن معاملات سے لے کر عدل و انصاف، جود و سخا، ایثار و احسان، سادگی و بے تکلفی، شرم و حیا، شجاعت و دیانت، عزم و استقلال مساوات و تواضع، مہمان نوازی و ایفائے عہد، زہد و قناعت، عفو حلم، رحم و مروت شفقت محبت، عیادت تعزیت، رقیق القلبی و جاں گدازی، رحمت و مکرمت لطف طبع و لطف سخن و انسانی ہمدردی و غمخواری تک تمدنی زندگی کا کونسا پہلو اور کونسا رخ ہے جس کی ترغیب و ترویج و تزئین و تطہیر کا سامان نعت کے موضوع کے اندر موجود نہیں۔ [1]

نعت اور وصف میں فرق

عام طور پر نعت اور وصف کے معنی ایک ہی تصور کئے جاتے ہیں جب کہ نعت نگاروں نے ان دونوں لفظوں کے معنوی فرق کو بھی واضح کیا ہے۔ ابن اثیر نے نعت اور وصف میں فرق کو یوں بتایا ہے۔

"نعت کسی شے کی اچھائیوں کے بیان کا نام ہے قبح میں اس کا استعمال نہیں ہے۔ سوا اس کے کہ کوئی تکلف کرے تو کہا جاتا ہے "نعت سو" یعنی بری نعت جب کہ وصف حسن اور قبح دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔ صاحب قاموس اللغات نے جوہری

---

[1] نقوش، رسول نمبر جلد دہم ص ۱۲-۱۱

اور فیومی نے جنہوں نے ان دونوں لفظوں (نعت اور وصف) کو مترادف قرار دیا ہے
اختلاف کرتے ہوئے ابن اثیر کی مذکورہ رائے (جسے کئی دوسرے نعت نگاروں اور مفسرین
حدیث نے بھی نقل کیا ہے۔) کے حوالے سے ان لفظوں کے معنوی فرق کی وضاحت میں
کہا ہے کہ نعت جسمانی خوبی یا حلیہ کے لئے مستعمل ہے۔[1]

وصف اور نعت میں فرق یہ ہے کہ وصف میں مدح اور ذم دونوں شامل ہیں
اور نعت کا تعلق صرف مدح کے ساتھ ہے لیکن یہ لفظ اب مستقل اصطلاح بن گئے ہیں اور ممدوح
اللہ تعالیٰ ہے تو حمد وثنا ہے اور اگر صحابہ کرام و اہل بیت اور بزرگان دین ہیں تو ان کے
لئے منقبت کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور اگر مطلقاً کوئی سربرآوردہ شخصیت ہے تو
اس کے لئے مدح استعمال کرتے ہیں۔

مطالعۂ حدیث ہی کی روشنی میں بعض شارحین و مفسرین حدیث نے اپنی
تحریروں میں نعت کو مطلق وصف کی عمومیت سے نکال کر اسے آنحضرت کی توصیف
و تعریف سے وابستہ کیا اور اسے ایک تخصیصی مفہوم کا حامل ٹھہرایا۔ غالباً وہ پہلا
پہلا ماخذ ہے جس میں اس کے مرتب ابن اثیر (۵۴۴ھ — ۶۰۶ھ) نے لفظ نعت کو
اصطلاحی مفہوم میں پیش کیا وہ لکھتے ہیں :- نعت رسول اکرم کی صفت کو کہتے ہیں
جیسے کہ ناعت (نعت کہنے والا) کہتا ہے۔ (میں نے آپ سے قبل اور آپ کے بعد آپ
کی مثل نہیں دیکھا۔)[2]

---

[1] نقوش رسول نمبر جلد دہم ص ۱۲-۱۱
[2] نقوش رسول نمبر جلد دہم ص ۱۳

ہندوستان میں فارسی نعت گوئی کا آغاز

ہندوستان میں فارسی نعت گوئی کی ابتداء سے پہلے کی مذہبی صورت حال کا جائزہ لینا تو ضروری ہے ہی ساتھ ہی ساتھ اس ملک کی جغرافیائی صورت اور قدرتی وسائل کا تذکرہ بھی اہمیت سے خالی نہیں ہے۔

پس منظر

برفیلے پہاڑوں کے حسین اور دلفریب منظر۔ شوخ اور میٹھے راگ الاپتے صاف اور شفاف جھرنے۔ جھیلوں کی وسعت اور بولتی ہوئی خاموشی، سرسبز و شاداب باغ اور کھیتی کے میدان۔ بل کھاتی ہوئی ندیاں۔ صحرائی خطوں میں سنگ مرمر کے ذخائر۔ بے شمار جنگلی دولت۔ ہیروں کے خزانے۔ سمندروں کے عجیب کنارے وغیرہ قدرت کی ان فیاضیوں کے ساتھ انسانوں کے مختلف رنگ روپ، تہذیب و تمدن اور علاقائی زبانوں کی کثرت ان سب نے مل کر جہاں اس ملک کو امتیازی مقام عطا

گیا ہے دینی مذہبی اعتبار سے اس ملک کو کفر و الحاد کی سیاہ گھٹاؤں نے آگھیرا۔ لات و منات کے خاندان والے ہندوستانی عوام کے دل و دماغ پر مسلط ہو کر پتھروں کی حکومت قائم کرنے میں ایسے کامیاب ہوئے کہ کئی ہزار سال گزر گئے اور بت پرستی یہاں کے لوگوں کے خون میں حلول کر کے سانسوں میں گردش کرنے لگی۔ نسلی اور خاندانی امتیاز اپنی انتہا کو پہنچ کر ظلم و جبر کی طویل داستانوں کو جنم دیتا گیا۔ اونچ نیچ کا بھید بھاؤ امیر غریب کا فرق، ذات پات کی نفرت سب عروج کی منزل کو پہنچے یعنی اس عظیم ملک میں ایمان کی روشنی، وحدانیت کی چاشنی اور انسانیت کی عاشقی دور دور تک نہ تھی اور سب کچھ تھا۔

آخر اللہ کی وحدانیت اس کے رسول کی انسانیت اسلام کا پیغام بن کر آئی کفر و شرک کی سیاہی چھٹی انسان دوستی و مساوات کو فروغ حاصل ہوا اور ظلم و جبر کی شدت میں کمی آئی۔ ہندوستان میں اسلام کی تبلیغ کا سہرا جن بزرگ صوفیاء کرام کے سر ہے ان میں سے بیشتر بزرگوں کی زبان فارسی تھی۔ عربی میں دسترس رکھنے والے ان بزرگوں نے قرآن پاک کے تراجم، حدیث اور تفاسیر کا سرمایہ فارسی میں فراہم کرانے کے ساتھ فقہ، تاریخ اور سوانح وغیرہ میں فارسی کتب کی تخلیق کی اور شاعری کو مذہب کا رنگ دے کر روحانی غذا کی شکل میں پروان چڑھایا۔ حمد، نعت اور منقبت نے صوفیاء کرام کی پاک مجالس میں دل افروزی، روح پروری اور سوز و گداز کے ساتھ اسلام کی خصوصیات کو پیش کیا اسلام کی تبلیغ کے محور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس لئے بزرگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کو بیان کر کے اسلامیات پر عمل کرنے کی راہ بتائی اور خود عمل بھی کیا جس کی وجہ سے اسلامی تبلیغ کا مشن کامیاب رہا۔ اس طرح ہندوستان میں فارسی نعت گوئی کا آغاز ہوا۔ بزرگان دین کی آمد کے بعد ہی حالات نے یوں کروٹ لی کہ مسلمان فاتح کی حیثیت سے ہندوستان میں داخل ہوئے اور انہوں نے اپنی سلطنت قائم کر لی۔ مسلمان حکمراں اور ان کے ساتھ آنے والوں کی زبان عموماً فارسی تھی اسلئے سرکاری کام کاج کی زبان فارسی بنی اور ہندوستان میں اس زبان کے پھلنے پھولنے

کا موقع فراہم ہوا ۔ اور فارسی نعت گوئی جس کا آغاز پہلے ہی ہو چکا تھا۔ فارسی حلقوں میں مقبولیت کی منزلیں طے کرنے لگی ۔ جن بزرگوں نے ہندوستان میں فارسی نعت گوئی کو فروغ بخشا ان میں ۔۔۔ حضرت داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری ۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی ۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی ۔ حضرت فرید الدین گنج شکر ۔ حضرت نظام الدین اولیاء ۔ سید شاہ محمد غوث گوالیاری ۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی ۔ حضرت مخدوم مہائمی (بمبئی) ۔ حضرت شرف الدین یحییٰ منیری ۔ حضرت بندہ نواز گیسو دراز ۔ حضرت مخدوم جہانگیر اشرف سمنانی ۔ حضرت میر سید محمد (کالپی) ، حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہری ۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اور دیگر بزرگوں کے اسمائے گرامی اسلامی تاریخ میں ہمیشہ ہی ادب و احترام سے یاد کئے جاتے ہیں اور آئندہ بھی یاد کئے جائینگے۔

جن بزرگ مبلغین نے ہندوستان میں فارسی نعت کا آغاز کیا ان میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمت اللہ علیہ ایمان کی ایک ایسی روشن شمع ہیں جس سے ایک عالم مستفیض ہوا ہے ۔ اور اسلام کی جو خدمت آپ نے کی ہے اس کا بیان کرنا مشکل ہے۔ آپ کے فارسی نعتیہ کلام بے نمونہ کے ساتھ کچھ اور اہم فارسی نعت گو شعراء کا نمونۂ کلام ذیل میں درج ہے ۔

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

یارب بحق سید کونین مصطفےٰ | کش جسم و جاں خلاصہ کون و مکاں بود
مرکز محور جود تو ے | کز تو قائم است ہر موجود
گر ملک سر کشد خدمت تو | ہمچو ابلیس می شود مردود

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ[1]

اے در شعاع روئے تو خورشید تاباں راضیا
آں کہ ہستی را شرف بالاتر از عرش علا
گرچہ بصورت آمدی بعد از ہمہ پیغمبراں
اما بمعنی بودہ سرخیل جملہ انبیاء
ہرگز نخواندی یک ورق خلقے گرفت از تو سبق
انگشت مہ را کردہ شق اے خواجہ معجز نما
یاراں تو چار آمدند پاکیزہ کردار آمدند
گل ہائے بے خار آمدند از خویش مانی با خدا

نظام الدین اولیاءؒ[2]

صبا بہ سوئے مدینہ روکن، ازیں دعا گو سلام برخواں
بگرد شاہ رسل بگرداں، بہ صد تضرع پیام برخواں
بشو زمن صورت شالی، نماز بگزار اندر انجا ں
بہ لحن خوش سورۂ محمدؐ، تمام اندر قیام برخواں
بہ باب رحمت گہے گزرکن، بہ باب جبرئیل گہہ جبیں سا
سلام ربی علی نبی گہے بہ باب السلام برخواں
بہ لحن داؤد ہم نوا شو، بہ نغمۂ درد آشنا شو
بہ بزم پیغمبر ایں غزل را زعبد عاجز نظام برخواں

---

[1] نعتیہ شاعری کا ارتقاء ص ۳۶۱
[2] ارمغان نعت ص ۵۸

امیر خسروؒ

فارسی کے ہندوستانی نعت گو شعراء میں امیر خسرو کو اعلیٰ مقام حاصل ہے۔

میم احمد را اگر یدہ بعد ازاں | خاتم مہر نبوت ساختہ
براو از میم احمد طوق یافت | در یکے گوئی رود چوں فاختہ [1]

امیر خسرو کی ایک اور مشہور نعت کے چند اشعار یہ ہیں۔

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم | بہر سو رقص بسمل بود شب جائے کہ من بودم
پری پیکر نگارے سرو قدے، لالہ رخسارے | سراپا آفتِ دل بود شب جائے کہ من بودم
خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسروؔ | محمدؐ [2] شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

غالب

حق جلوہ گر ز طرزِ بیانِ محمدؐ است | آرے کلامِ حق بزبانِ محمدؐ است
آئینہ دار پرتوِ مہر است ماہتاب | شانِ حق آشکار ز شانِ محمدؐ است

---

[1] کلیات عناصر دواوین خسرو ص ۳۵
[2] نعتیہ شاعری کا ارتقاء ۔ ڈاکٹر اسمٰعیل فتحپوری ص ۳۵۹

غالبؔ ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم | کاں ذات پاک مرتبہ داں محمد است [۱]

سر سید احمد خاں

فلاطوں طفلکے باشد بہ یونانے کہ من دارم | مسیحا رشک می آرد زدرمانے کہ من دارم

زکفر من چہ می خواہی، ز ایمانم چہ می پرسی | ہمایک جرعہ عشق است ایمانے کہ من دارم [۲]

مولانا احمد رضا خاں — بریلوی

مولانا موصوف کو عربی۔ فارسی۔ اردو اور بھاشا پر اچھا عبور حاصل تھا۔ آپ کی شاعری میں چاروں زبانوں میں انوکھی ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ آپ کے نعتیہ کلام میں فارسی نعتیہ شاعری اپنے خصوصی رنگ میں نظر آتی ہے۔

زعکست ماہ تاباں آفریدند | زبوئے تو گلستاں آفریدند

نہ از بہر تو حرف ایمان یانند | کہ خود بہر تو ایماں آفریدند

صبا راست از بوئیت بہر سو | چناں افغان و خیزاں آفریدند

برائے جلوۂ یک گلبن ناز | ہزاراں باغ و بستاں آفریدند

زمہر تو شانے بر گرفتند | دراں مہر سلیماں آفریدند

چو انگشت تو شد جوں دہ برق | قمر را بہر قربان آفریدند

زلعل نوشخند جانفزایت | زلال آب حیواں آفریدند

نہ غیر کبریا جان آفرینے | نہ خود مثل تو جاناں آفریدند

پئے نظارۂ محبوب لاہوت | جبینت آئنہ ساں آفریدند

۱؎ کلیات غالب — غالب ص ۲۹۹ نول کشور لکھنؤ ۱۵ فروری ۱۹۶۱ء

۲؎ ارمغان نعت

بنا کردند تا قصرِ رسالت | ترا شمعِ شبستاں آفریدند
ز مہر و چرخ بہر خوانِ جودت | عجب قرص و نمکداں آفریدند
ز حسنت تا بہار تازگی کرد | رضایت را غزل خواں آفریدند [1]

علامہ اقبال

فارسی نعت گوئی میں علامہ اقبال کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ان کی فارسی نعتیہ شاعری کی بنیادیں عشقِ رسول پر رکھی ہیں۔ ہندوستان کا کون سا اہلِ ذوق علامہ سے روشناس نہیں۔

کجا بینی جہانِ رنگ و بو | آں کہ از خاکش بروید آرزو
یا ز نورِ مصطفےٰ او را بہاست | یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ است [1]

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر | روزِ محشر عذرہائے من پذیر
در حسابم را تو بینی ناگزیر | از نگاہِ مصطفےٰ پنہاں بگیر [2]

ہنوز ایں خاک دارائے شرر ہست | ہنوز ایں سینہ را آہِ سحر ہست
تجلی ریز بر چشمم کہ بینی | بایں پیری مرا تابِ نظر ہست [3]

بنورِ تو بر افروزم نگہ را | کہ بینم اندرونِ مہر و مہ را
چو می گویم مسلمانم بلرزم | کہ دانم مشکلاتِ لا الٰہ را [4]

---

[1] اقبال و احمد رضا راجہ رشید محمود ایم۔ اے لاہور ص ۶۱

[2] " " " " " " " " " ص ۶۰

[3،4] " " " " " " " " " ص ۶۳

مولوی مسعود علی محوی بی۔ اے (علیگ)

فطرت جلوہ آمد و کار بہار کرد | از شرق تا غرب زمیں لالہ زار کرد [1]

منشی ولایت علی خاں عزیز صفی پوری

کشتِ بے تیغم بہ شوہ ترناز کِ پیکرے | خوش بیانے، مہربانے، جان جانے، دلبرے
یاسمن، رشک سمن جان چمن یا جان من | آشنائے، دل ربائے، خود نمائے، خود سرے [2]

خواجہ عزیز الدین عزیز — لکھنوی

می رسد در گوشِ من از دست دو ربانگ جرس
می روم از خود کہ نبود تیز رو تر زیں فرس
اللہ اللہ می روم راہے کہ باشد بے خطر
نے غمے از رہزناں نے گیر و دارے از عسس [3]

---

[1] نعتیہ شاعری کا ارتقاء ص ۳۹۶

[2] نعتیہ شاعری کا ارتقاء ص ۳۹۶

[3] کاروان مدینہ ص ۳۰ بحوالہ نعتیہ شاعری کا ارتقاء

اردو نعت گوئی کا آغاز

پہلا دور

حمد و نعت کی اولیت اور اہمیت کے ساتھ ہی اردو شاعری کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ اس امر کی تصدیق اردو شاعری کے ابتدائی نمونوں میں نعتیہ اشعار سے ہوتی ہے۔

اسلامی تبلیغ کی روح اللہ کے رسولؐ ہیں اس لئے صوفیائے کرام اور مبلغین اسلام نے ہندوستان میں بھی سرکار دو عالمؐ کی سیرت طیبہ کو عوام تک پہنچانے کو اولیت کے ساتھ اہمیت دی۔

نعت گوئی کے مقصد میں محسن انسانیتؐ کی سیرت پاک کی پاکیزگی، سادگی اور پختگی کے ذریعہ روح میں پاکیزگی پیدا کرنے کے ساتھ سماجی و سیاسی برائیوں کو دور کرکے اعلیٰ سماج کی تشکیل بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیائے کرام نے نعت گوئی کو عبادت میں شامل کرکے تبلیغ کا ذریعہ بھی بنایا۔

ہندوستان میں عربی اور فارسی نعت گوئی کے آغاز اور فروغ پانے پر مختصر تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ صوفیائے کرام نے ابتداء میں عربی خصوصاً فارسی نعت گوئی کو فروغ بخشا اور تبلیغ کا کام شروع کیا۔ مگر یہ امر مسلم ہے کہ ہندوستان کی قدیم آبادی کا بیشتر حصہ عربی اور فارسی سمجھنے سے قاصر تھا۔ نتیجتاً اسلامی تعلیم عام ہندوستانی تک

پہنچانے میں مشکلات کا سامنا ہوا۔ آخر اللہ کے ان خاص بندوں نے اس رکاوٹ کو بھی دور کیا۔ عربی، فارسی، ترکی وغیرہ اور ہندوستانی زبانوں کے میل جول سے ایک زبان تشکیل دی جو رابطے کی زبان بنی۔ نعت گوئی کو اس زبان میں فروغ دیا اور آگے چل کر انہیں نعتیہ اشعار کو اردو کا ابتدائی نمونہ تسلیم کیا گیا۔ یعنی اردو نعت گوئی اور اردو شاعری کا ابتدائی نمونہ وہی اشعار ہیں۔

ہندوستان میں اردو نعت گوئی سے متعلق اہم ادیبوں کے خیالات ذیل میں درج ہیں۔

ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق فرماتے ہیں ______

"نعت جسے صوفیانہ یا مذہبی شاعری سے تعبیر کیا جاتا ہے اپنی ابتداء اور فروغ کے لئے صوفیائے کرام کی مرہون منت ہے۔ ظاہر ہے کہ اردو شاعری کا آغاز مذہبی حیثیت سے ہوا اور مذہبی خیالات ایک عرصہ تک شاعری میں غالب رہے۔ لہٰذا اردو شاعری کے آغاز ہی سے شعراء نے نعت کی طرف توجہ کی۔" [۱]

ڈاکٹر طلحہ رضوی برق کا خیال ہے ______

"یہ اپنی پیدائش کے وقت سے ہی مومنہ اور کلمہ گو رہی ہے صوفیائے کرام اور مبلغین اسلام کے ہاتھوں دین متین کی ترویج و اشاعت کے لئے یہ پروان چڑھی اور شروع سے ہی اس کی توتلی زبان پر حمد و ثنا اور نعت رسول مقبول جاری ہو گئی۔" [۲]

"سنہ ۸۰۰ھ میں سرزمین دکن سے سید محمد حسینی بندہ نواز خواجہ گیسو دراز خدا پرستی اور دین، علم تصوف اور حدیث، تبلیغ و ہدایت اور فقر و سلوک کا درس دیتے ہوئے اٹھے اور باقاعدہ طور پر نعت لکھی۔ [۳]

---

[۱] اردو میں نعتیہ شاعری — ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق — ص ۱۲۵

[۲] اردو کی نعتیہ شاعری — ڈاکٹر طلحہ رضوی برق — ص ۵

[۳] ارمغان نعت — مکتب دین و ادب لکھنؤ — ص ۳۶

پہلا اردو نعت گو شاعر

پہلے اردو نعت گو شاعر سے متعلق اختلاف ضرور ہے پر حضرت سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز کو پہلا اردو نعت گو شاعر بیشتر ادیبوں نے اور نعتیہ حلقوں نے تسلیم کیا ہے۔ پھر بھی اس سلسلہ میں اہم ناقدین حضرات کی رائے ذیل میں درج ہے۔

ڈاکٹر مولوی عبدالحق نے اپنی کتاب "اردو کی نشو و نما میں صوفیائے کرام کا حصہ"، میں خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے نعتیہ اشعار کو اردو نعت کا اولین نمونہ قرار دیا ہے۔

جمیل جالبی نے نظامی کی مثنوی "کدم راؤ پدم راؤ" میں درج نعتیہ اشعار کو اردو نعت کا پہلا نمونہ قرار دیا ہے۔ [1]

ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق اپنی کتاب "اردو میں نعتیہ شاعری" میں صفحہ نمبر ۱۲۵ پر حضرت خواجہ بندہ نواز کو ہی اردو نعت کا پہلا شاعر مانا ہے۔

ساجد صدیقی اور والی آسی نے اپنی کتاب "ارمغان نعت" میں صفحہ ۲۶ پر بندہ نواز گیسو دراز کو ہی اردو نعت کا پہلا شاعر تسلیم کیا ہے۔

ان حوالوں کے بعد جب ہم اردو نعت کے ابتدائی نمونوں پر نظر ڈالتے ہیں تو حضرت خواجہ بندہ نواز کے نعتیہ اشعار بیشتر حوالوں میں تحریر ہیں۔ اور ہمیں یہ تسلیم کرنے میں کوئی ہچک نہیں ہوتی کہ "اردو نعت" کے پہلے شاعر حضرت سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز گیسو دراز ہی ہیں۔

اردو نعت گوئی کے ارتقاء میں جن حضرات نے پہلے پہل حصہ لیا اُن میں ذیل کے شعراء اہم ہیں۔ چند شعراء کے کلام کا نمونہ پیش خدمت ہے۔

---

[1] ماہ نو سیرت رسول نمبر جولائی/اگست ۱۹۶۳ ص ۱۱۱

صوفی بزرگ حضرت سید محمد حسینی (خواجہ بندہ نواز گیسو دراز) متوفی ۸۲۵ھ گلبرگہ شریف (کرناٹک) میں آپ کا مزار زیارت گاہ خلائق ہے آپ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے خلیفہ تھے۔ معراج العاشقین، ہدایت نامہ وغیرہ آپ کے رسالے ہیں۔

اے محمدؐ ! ابجلو جم جم جلوہ تیرا
ذات تجلی ہوئے گی سیس سپورنہ ہیرا

واحد اپنی آپ تھا اپین آپ بجھایا
پرکٹ جلوہ کارنے الف میم ہو آیا
عشقوں جلوہ دینے کر کاف نون لیایا

لولاک لما خلقت الافلاک خالق پالائے
فاضل افضل جتنے مرسل ساجد مجود ہو آئے
امت رحمت بخشش ہدایت تشریف پائے [1]

صوفی سید محمد اکبر حسینی حضرت بندہ نواز گیسو دراز کے فرزند اور خلیفہ تھے۔ (متوفی ۸۲۳ھ)

بعد از ثنا خدا کی بھیجوں درود نبی پہ
بعضؓ آل پہ ..... اس کا اصحاب میں [2]

---

[1] دکن میں اردو - نصیر الدین شاہ - ترقی اردو بیورو نئی دہلی ص۵۴
[2] " " " " " " " " " ص۵۸

نظامی

مثنوی "کدم راؤ پدم راؤ" نظامی کی تصنیف ہے۔ اسے ۸۶۵ھ تا ۸۶۷ھ کی تصنیف مانا گیا ہے۔

تمھیں ایک سانچا گسائیں امر | سری دوی تیں جگ تورا دگر
ٹھایا امونک رتن نور دہر | کرتی ویک بلک کرن راج کر
امونک کلت سیس سندار کا | کرے کام نردھار کرتار کا
محمد حبیدم ادم جیا د نور | دو بھی جگ سری مٹے پو ساد نور [1]

نویں صدی ہجری میں اردو نعت گوئی کا آغاز تو ضرور ہوا پر بہمنی سلطنت کے زوال کے بعد قطب شاہی سلطنت کا قیام ہوا۔ اردو نعت کو مستقل صنف سخن کی حیثیت سے اسی دور میں جانا گیا۔

اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر محمد قلی قطب شاہ نے نعتیہ غزلوں کے ساتھ نعتیہ نظمیں اور رباعیات لکھی ہیں۔

سلطان محمد قلی قطب شاہ

محمد ناؤں تمھے بستا محمد کا اہے بن سارا | سو طوبا سوں سہاتا ہے جنت نمنے چمن سارا [2]

ملا وجہی

محمد نبی ناؤ تیرا ہے | عرش کے اوپر چھانو تیرا ہے

[1] دکن میں اردو نصیر الدین ہاشمی ص ۶۱
[2] دکن میں اردو نصیر الدین ہاشمی ص ۹۲

علی سا تیرے گھر کا پردھان ہے | کہ چودہ فلک کا تو سلطان ہے [۱]

غواصی

رین خاص دریائے لولاک کا | جھلک لامکاں نورِ افلاک کا
محمد نبی سید المرسلیں | سدا روشن اس تے ہے دنیا و دیں [۲]

نصرتی

رہے نامور سید المرسلین | کہ آخر ہے وے شافع المذنبین
ادا ہوئے نہ حمدِ احد کے بچن | نزا کہے جگ مدحِ احمد میں من [۳]

قدرتی

کہ الحمد للہ پروردگار | کیا جگ اپس نور تے آشکار [۴]
سراول میں جو سبحان کوں | جب کوئی جیو دیا ہے سو سلطاں کوں
خلیفہ ہے اس کا نبی مصطفےٰ | کیا جس کیتو لیل ہور والضحےٰ

---

۱ اردو میں نعتیہ شاعری ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق ص۱۳۶
۲ " " " " " " " " ص۱۳۹
۳ مثنوی گلشن عشق ۔ مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ۔ انجمن ترقی اردو کراچی ۱۹۵۲ء ص۱
۴ قصص الانبیاء ہندی ورق اول (ص۱)

فتاحی

محمدؐ نبی یوں فتح بازی کئے	او ملعون کوں یوں ہزیمت دیئے
گیا تھا ملعون اپس گھر کنیں	محمد اپس گھر کوں تب آئے ہیں [1]

محمد قلی قطب شاہ کے اردو نعت گوئی کو مستقل حیثیت سے شاعری میں داخل کرنے کے بعد اردو نعت گوئی کو بے حد فروغ حاصل ہوا جس کا اندازہ ذیل میں درج نعتیہ ادب سے لگایا جا سکتا ہے جو اس دور میں تخلیق ہوا۔

اس دور میں مثنوی میں نعتیہ اشعار لکھنے کا رجحان بڑھتا گیا اور نور نامہ مولود نامہ، معراج نامہ، وفات نامہ کے ساتھ ساتھ منظوم سیرت نگاری کا سلسلہ بھی جاری ہوا۔

مثنویوں میں نعتیہ عنصر

تصنیف	شاعر	سن تصنیف	کیفیت
قطب مشتری	ملا وجہی	۱۰۱۸ھ	۲۶ ابیات نعت اور ۴۳ ذکر معراج میں ہیں آخر میں حضورؐ کی شان شفاعت اور محبوبیت کا تذکرہ ہے۔
سیف الملوک و بدیع الجمال	غواصی	۱۰۳۵ھ	۲۱ اشعار نعتیہ ہیں۔
طوطی نامہ	غواصی	۱۰۴۹ھ	۴۲ اشعار نعتیہ ہیں۔
پھول بن	ابن نشاطی	۱۰۶۶ھ	۲۹ اشعار نعتیہ ہیں۔
علی نامہ	نصرتی	۱۰۷۶ھ	۱۳۰ اشعار نعتیہ ہیں۔
گلشن عشق	نصرتی	علی عادل شاہ کے دربار کا ملک الشعراء	نعتیہ اشعار کی تعداد ۱۳۷ ہے جو بجائے خود ایک نعتیہ مثنوی سمجھی جا سکتی ہے۔

---

[1] دکن میں اردو نصیر الدین ہاشمی صفحہ ۱۵۶

تصنیف	شاعر	سن تصنیف	کیفیت
قصہ بہرام وگل اندام	طبعی	۱۰۸۱ھ	

مولود نامے

مولود نامہ تولد نامہ	عبدالملک بہروچی	۱۰۰۹ھ	شاعر کا دعوی ہے مولود حضرت کے لکھے ہیں بیس حدیثوں سے اتار سن کرائے کچھ خبر کر جو تجھ دیا پروردگار
تولد نامہ	امین گجراتی بجارود	۱۰۰۹ھ	اڑھائی ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔
مولود نامہ	عبداللطیف	۱۰۷۴ھ	
مولود نامہ	مختار	۱۰۹۰ھ	
مفید الیقین	فتاحی	۱۰۹۵ھ	واقعات مستند نہیں۔
(ورود نامہ)			
مولود نامہ	شاکر	۱۱۰۰ھ	
مولود نامہ	قاسم	"	بارہ مجالس پر مشتمل ضخیم مثنوی

وفات نامے

وفات نامہ	عبداللطیف	۱۰۷۴ھ	
وفات نامہ	عالم گجراتی	۱۰۸۷ھ	

معراج نامے۔

معراج نامہ	سید بلاقی	۱۰۵۶ھ	
معراج نامہ	معظم بیجاپوری	۱۰۸۰ھ	
معراج نامہ	مختار	۱۰۹۴ھ	
معراج نامہ	سید میراں ہاشمی	۱۰۹۹ھ	

نور نامہ

نور نامہ	احمد	۱۰۸۹ھ	

منظوم سیرت

قصہ بے نظیر صنعتی ۱۰۵۵ھ حضرت تمیم انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ قصہ ذات رسالت کے گرد گھومتا ہے ۔

قصص الانبیاء قدرتی ۱۰۹۵ھ ۱۸ انبیاء کرام کا قصہ ہے ۔ حضور اکرم کا ذکر ہجرت حبش تک ہے ۔

اس صدی کے شاہ ہاشم حسنی (المتوفی ۱۰۵۹ھ) کی جکریاں ، عبداللہ قطب شاہ کی غزلوں میں نعتیہ شعراء ورشاہ امین الدین (المتوفی ۱۰۷۶ھ) کے نعتیہ دوہڑے بھی ملتے ہیں — [1]

---

[1] بحوالہ نقوش رسول نمبر ص ۱۷۲

دوسرا دور

جنوب و شمال کی شاعرانہ عظمتوں کو ہم آہنگ کرنے میں ولی نے جو اہم کردار ادا کیا ہے اردو شاعری کی تاریخ اس کارنامے کے لئے انھیں ہمیشہ ہی ادب واحترام کے ساتھ یاد کرتی رہے گی ۔ ولی کی زندگی کا بیشتر حصہ سیاحی میں گزرا مختلف مذاہب رسم و رواج ، سیاسی نظام اور زبانیں انھیں دیکھنے سمجھنے اور پرکھنے کا کا موقع ملا ۔ اور ان کی شاعری نے اردو شاعری کو علاقائی بندھنوں سے آزاد کرانے میں بڑی مدد کی ۔

ولی کی اردو نعت گوئی میں ان کی شاعرانہ عظمتوں کا پتہ چلتا ہے ۔ عقیدت اور محبت کے ساتھ بلند پروازی اور فنی خصوصیات ۔ ان کی نعت گوئی کے جوہر ہیں ۔ ولی کے نعتیہ کلام میں قصیدے ، مثنوی ، رباعیات ، مخمس اور مستزاد شامل ہیں ۔

ولی کی نعت گوئی پر تبصرہ کرنے کے لئے طویل مضمون درکار ہے اس لئے اب ان کے کلام کا نمونہ پیش کرنے کے بعد ولی کے بعد کے اہم شعراء کا نعتیہ کلام بھی نمونہ کے طور پر پیش کرکے آگے بڑھتے ہیں ۔

ولی کے بعد جن شعراء نے اردو نعت گوئی کو فروغ بخشا ان میں نوازش علی شیدا اور مولانا محمد باقر آگاہ کو اہمیت حاصل ہے۔ مولانا آگاہ کا تعلق بیجاپور سے تھا۔ اردو نعت گوئی کا بہت سا سرمایہ آپ کی یادگار ہے۔ "ہشت بہشت" سیرت النبیؐ کے موضوع پر نہایت گراں قدر تصنیف ہے۔ مولانا نے اس منظوم سیرت کو آٹھ رسالوں میں تقسیم کیا ہے۔

ولی دکنی کے نعتیہ کلام کا نمونہ

مغفرت تیری ولی سہل بلا ریب ہے کیوں | نام احمد کا جو لب پر ترے ہمدم آیا
لامکاں پہ بنا احمدؐ جو بنا بٹھلایا | تب ملائک نے وہیں صلوا علیکم گایا [1]
حور و غلماں نے ترانے سوں وہ نغمے بوے | قاب قوسین کا نوشہ تو ہے سب کو بجایا
تھے براق وہاں آدم سوں لگا تا عیسیٰ | اور جبریل امیں گوندھ کے سہرا لایا
حق نے لولاک لما حق میں محمد کے کہا | ان سوا کون سے مرسل نے یہ رتبہ پایا [2]

دل کو صدف میں کر جتن تجھ عشق کا گوہر رکھوں
سینے کے معدن کے بھتر تجھ نیہ کا جوہر رکھوں
دائم سخن کے لب اپر تجھ قول کی شکر رکھوں
ہر دم طبع کے سیس پر تجھ یاد کا افسر رکھوں [3]

---

[1] کلیات ولی انجمن ترقی اردو ۱۹۲۷ء صفحہ ۲۷۴
[2] " " " " صفحہ ۵۸-۵۹
[3] " " " " صفحہ ۳۳۱

عشق میں لازم ہے اول ذات کوں فانی کرے
ہو فنا فی اللہ دائم یادِ یزدانی کرے

یا محمدؐ دو جہاں کی عید ہے تجھ ذات سوں
خلق کوں لازم ہے جی کوں تجھ پہ قربانی کرے

جس مکاں میں ہے تمہاری فکرِ روشن جلوہ گر
عقلِ اول آکے واں اقرارِ نادانی کرے

دیکھ طوبیٰ قد ترا جنبش میں آوے شوق سوں
جب گلستانِ ارم کی تو خرامانی کرے

عارفاں بولیں گے جان و دل سوں لاکھوں آفریں
جب ولیؔ تیری مدح میں گوہر افشانی کرے ؎۱

ولیؔ کے بعد کچھ اہم شعراء کے نعتیہ کلام کا نمونہ پیش ہے کہ اس دور کی نعت گوئی کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

سراج اورنگ آبادی

رسولِ خدا سید المرسلین — قیامت کے دن شافع المذنبین
نبوت کی مسند کا ہے جانشین — کیا جس کی تعظیم روح الامین
عجب روزِ محشر کا سالار ہے — صفِ اصفیا میں وہ سالار ہے
جگت میں رہے سلطنت بے مدام — جماعت میں ہے انبیاء کی امام
وہ شرح کا ہادیٔ مستقیم — شریعت کے دریا کا دُرِّ یتیم

؎۱ کلیاتِ ولیؔ صفحہ نمبر ۳۶۰ تا ۳۶۱

حبیب خدا والیِ روزگار — دو عالم کی اقلیم کا تاجدار
شہ انس و جاں سب کا مقبول ہے — نبوت کے گلزار کا پھول ہے
کہ جس واسطے خلق پیدا کیا — زمین آسمان سب ہویدا کیا
کہا حق نے لولاک جس شان میں — شہنشاہ ہے ملک عرفان میں
سدا مجرموں کا وہی رہنما — ہے خیر الوریٰ احمدِ مجتبےٰ
عجب ذات مقبول کونین ہے — کہ کونین کا قرۃ العین ہے ۱

شاہ حاتم

محمدؐ صاحبِ ایجاد و ایماں — کہ جس کی شان میں آیا ہے قرآں ۲

سودا

دلا دریائے رحمت قطرہ ہے آبِ محمدؐ کا — جو چاہے پاک ہو پیرو ہو اصحابِ محمدؐ کا
محمدؐ علم کا گھر ہے علیؑ اسکا ہے دروازہ — غلام اس کا تو جو کلب ہو بابِ محمدؐ کا ۳

میر تقی میر

جرم کی کھو شرم گینی یا رسولؐ — اور خاطر کی حزینی یا رسولؐ
کھینچو ہوں نقصانِ دینی یا رسولؐ — تیری رحمت پر یقینی یا رسولؐ
رحمۃ للعالمینی یا رسولؐ — ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ ۴

---

۱ مثنویات سراج — پروفیسر عبدالقادر سروری ص ۱۲۵
۲ ارمغان نعت ص ۲۰
۳ کلیات سودا ص ۲۴۸ — ۴

میر حسن دہلوی

نبی کون یعنی رسول کریم | نبوت کے دریا کا دُرِ یتیم
ہوا گو کہ ظاہر میں اُمّی لقب | پہ علم لدنی کھلا دل پہ سب
سیاہی کی پتلی کا ہے یہ سبب | وہی سایہ پڑتا ہے آنکھوں میں اب
وگرنہ یہ تھی چشم اپنی کہاں | اسی سے تو روشن ہے سارا جہاں ؎۱

مذاقی

مدینے میں اگر پیدا ہوا ہوتا تو کیا ہوتا | محمدؐ کی گلی بہتر فنا ہوتا تو کیا ہوتا ؎۲
عبث خوباں کی گلیوں میں عمر تو صرف کر اے دل | مدینے کی زیارت کو گیا ہوتا تو کیا ہوتا

مولانا محمد باقر آگاہ

تصدق سے محمد کے یا الٰہی | مسلماناں کی قائم رکھ تو شاہی
تصدق سے محمد کے حیّ قیوم | مچا عالم میں اس کے دین کی دھوم ؎۳
رکھ اس کے عشق یوں ہم کو سرشار | کہ جان و تن کریں ہم اس پہ بلہار

اس دور میں منظوم سیرت نگاری کا ادب خوب تخلیق ہوا۔ اہم نعتیہ تخلیقات کی فہرست ذیل میں درج ہے۔

نام تصنیف	مصنف	سن تصنیف	کیفیت
نور نامہ	عنایت شاہ قادری	۱۱۱۱ ہجری	۱۵۴۰ ابیات پر مشتمل ہے فارسی کے ایک نثری رسالہ کا منظوم ترجمہ ہے۔

؎۱

؎۲ بیاض مملوکہ اہلیہ محمد غوث صاحب ایم۔ اے بحوالہ دکن میں اردو۔ نصیر الدین ہاشمی ص ۲۴۶

نور نامہ	شریف	۱۱۱۵ ہجری	
نور نامہ	سیدی		
نور نامہ	ملک خوشنودی اسکانی تصنیف		تذکرہ اردو مخطوطات (ہاشمی جلد اول صـــ۱۸۶)
وفات نامہ	امین گجراتی	بحدود ۱۱۰۹ ہجری	
درد نامہ	شیخ محبوب عالم عہد عالمگیر		
وفات نامہ سرورِ کائنات	علی بخش دریا	۱۱۱۱ ہجری	[1]
وفات نامہ سرورِ کائنات	ابی دکنی	۱۱۴۰ ہجری	
معراج نامہ	امین گجراتی	بحدود ۱۱۰۹ ہجری	
معراج نامہ	اعظم دکنی	۱۱۲۰ ہجری	بابا گیسو دراز کے مرید
معراج نامہ	اعظم بیجاپوری	۱۱۷۷ ھ	شاہ درویش قادری کے شاگرد
معراج نامہ	شاہ ابوالحسن قربی بیجاپوری	۱۱۸۴ ھ	
بحر المعانی	محمد بن مجتبیٰ مہدوی	۱۱۸۱ ھ	
معراج نامہ	شاہ کمال الدین کمال	۱۱۹۱ ھ	
معراج نامہ	شفیق اورنگ آبادی	ماقبل ۱۲۰۰ ھ	
چرخیات نصرتی		ماقبل ۱۰۸۳ ھ	قصیدے کی ہیئت کے ۱۳۴ شعر
قصیدہ معجزہ	جنونی گجراتی	ماقبل ۱۱۰۰ ھ	
قصیدہ ہرنی		۱۱۰۰ ھ	
معجزاتِ رسالتؐ	مخدوم حسینی		
شمائل النبیؐ	عبدالمحمد ترین	ماقبل ۱۱۱۵ ھ	
روضۃ الانوار	ولی ویلوری	۱۱۵۹ ھ	
ریاض السیر	غلام محمد حسرت		

---

[1] بحوالہ نقوش صـــ۱۲۴

۱. اعجازِ احمدی — نوازش علی شیدا — ۱۱۸۶ھ

جلد اول	نورِ محمدی سے نزولِ وحی تک کے حالات پر مبنی ہے	ابیات کی تعداد ۱۹ ہزار سے متجاوز ہے۔
جلد دوم	بعثت سے ہجرت تک کے واقعات پر مبنی ہے	
جلد سوم	ہجرت سے وصال تک کے کوائف پر مبنی ہے	
جلد چہارم	معجزات و فضائل کا ذکر ہے۔	

ہشت بہشت — مولانا محمد باقر آگاہ

۱. من دیپک	نورِ محمدی کا بیان تصنیف ۱۱۸۴ھ		۱۶۰۲ ابیات	
۲. من ہرن	نبوت کی بشارتوں کا بیان		۶۵۱ "	
۳. من موہن	ولادت باسعادت کا تذکرہ ۱۱۸۶ھ		۷۲۰ "	
۴. جگ موہن	۸ سال کی عمر سے وفات تک کے واقعات ۱۱۸۵ھ		۸۱۷ "	
۵. آرام دل	اخلاق و شمائل نبوی	۱۱۸۵ھ	۱۲۵۴ "	[1]
۶. راحت جاں	فضائل رسالت	۱۱۸۶ھ	۶۰۲ "	
۷. من درپن	معراج نبوی ﷺ	۱۲۰۶ھ	۳۱۶۱ "	
۸. من جیون	ادب نبوی اور تقاضائے محبت	۱۲۰۶ھ	۸۱۸ "	[2]

---

[1] بحوالہ نقوش ص ۱۲۵

[2] بحوالہ نقوش ص ۱۲۶

تیسرا دور

نظیر اکبر آبادی کو اردو شاعری میں یوں منفرد مقام حاصل ہے کہ انھوں نے اردو شاعری کی پرانی روایات کو توڑتے ہوئے اردو شاعری میں عوامی رنگ، بھرنا شروع کیا۔ درباری شاعری سے پرہیز کیا اور سماج کے ایسے موضوعات کو اپنی شاعری میں جگہ دی جن کی طرف ابھی تک دیکھا بھی نہ گیا تھا۔

نظیر اکبر آبادی کے دور میں نعت لکھنے کا رواج رسمی زیادہ تھا۔ مثنوی قصیدہ یا دیگر تصانیف کا آغاز حمد و نعت و منقبت سے کرنے کا چلن عام تھا۔ پر نظیر یہاں بھی منفرد نظر آئے۔ ان کا نعتیہ کلام زیادہ نہیں ہے پر رسمی بھی نہیں ہے۔ اللہ کے رسول ؐ کے اوصاف حمیدہ بڑے ہی دلکش انداز میں بیان کئے ہیں۔

نظیر اکبر آبادی نے اردو کی نعت گوئی کو رسمی قید سے نکال کر ایک بار پھر مستقل صنف سخن کا رجحان پیش کیا۔ اور نظیر کے بعد ہی اردو نعت گوئی نے عروج کی جانب سفر کا مستقل آغاز کیا۔

نظیر اکبرآبادی

تم شہ دنیا و دیں ہو یا محمد مصطفیٰ | سرگروہ مرسلیں ہو یا محمد مصطفیٰ
حاکم دین متیں ہو یا محمد مصطفیٰ | قبلۂ اہل یقیں ہو یا محمد مصطفیٰ
رحمۃ اللعالمیں ہو یا محمد مصطفیٰ

تم ظہور اولیں ہو یا محمد مصطفیٰ | ہمدم جاں آفریں ہو یا محمد مصطفیٰ
وجہ قرآن مبیں ہو یا محمد مصطفیٰ | نزہت بستان دیں ہو یا محمد مصطفیٰ
زینت خلد بریں ہو یا محمد مصطفیٰ ۱؎

نظیر کے بعد اردو نعت گوئی کے ارتقاء کی نئی راہیں کھلتی نظر آتی ہیں۔ شہیدی۔ مومن۔ لطف۔ کافی اور غلام شہید نے نعتیہ شاعری کو پروان چڑھانے میں اپنی صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کیا۔ کافی، شہید اور لطف وغیرہ نے نعتیہ شاعری کا انداز ہی بدل ڈالا۔ آنے والے دور کے لئے ایسی راہ ہموار کی کہ اردو نعت گوئی کو عروج تک پہنچنے میں زیادہ وقت نہیں لگا۔

اس دور کے اہم نعت نگاروں میں مفتی غلام سرور لاہوری۔ شائق حیدرآبادی اور دیگر شعراء کرام ہیں جنہوں نے نعت گوئی کو فروغ بخشا۔

اس دور کو اردو نعت گوئی کی تاریخ میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس دور کی نعتیہ شاعری میں جو اثر انگیزی اور جاذبیت نظر آتی ہے وہ اس سے پہلے نہیں ملتی۔ نعت گوئی میں فنی خصوصیات کا جوہر اپنا رنگ دکھاتا ہوا نظر آتا ہے۔

اس دور کی نعت گوئی کی خصوصیات کا مختصر جائزہ لیتے ہوئے ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) زبان نہایت صاف شستہ پائی جاتی ہے۔ تشبیہات اور استعارات کی ندرت

۱؎ کلیات نظیر اکبرآبادی منشی نول کشور لکھنؤ صفحہ ۱۲۶

اور رنگینی ہر دور سے زیادہ ہے۔

(۲) نعتیہ شاعری کے رنگ تغزل میں فروغ کے آثار نمودار ہوئے

(۳) کلام میں اثر، خلوص اور معنویت زیادہ پائی جاتی ہے۔ ساتھ ہی خیالات میں تنوع اور انداز بیان میں جدت بھی نمایاں ہے۔

(۴) دکنی دور کے بعد متوسطین کے زمانے تک نعتیہ ادب میں جو خلا سا محسوس ہوتا ہے اس دور نے نہ صرف اس کی تلافی کی بلکہ اسے ایک نیا رنگ بخشا اور اب نعتیہ شاعری جاندار ہو گئی۔

(۵) ایک عرصہ کی معاشرتی بدحالی کے بعد سیاسی اور معاشی تباہ حالی نے مذہبی رجحانات کو جھنجھوڑا اور اس طرح اس کش مکش نے مذہبی ادب کے فروغ کا سامان کیا۔ [۱]

اس دور کے اہم شعراء کے کلام کا نمونہ یہ ہے۔

مولوی کرامت علی خاں شہیدی

رقم پیدا کیا طرفہ بسم اللہ کے مد کا | سر دیواں لکھا ہے میں نے مطلع نعت احمد کا
عجم میں زلزلہ نوشیرواں کے قصر میں آیا | عرب میں شور اٹھا جس وقت انکی آمد کا

حکیم مومن خاں مومن

ہو تو عاشق مگر اطلاق یہ ہے بے ادبی | میں غلام اور وہ صاحب ہے میں امت وہ نبی
یا نبی یک نگہ لطف بہ امی و ابی | مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی [۳]

---

[۱] اردو کی نعتیہ شاعری اشفاق ص ۲۲۳

[۲] اردو میں نعتیہ شاعری ۲۲۲ - ۲۲۹ - ۲۲۵

[۳] کلیات مومن ص ۲۴۰

لطف علی خاں لطفؔ

اے لطفؔ نعت گوئی میں یہ مرتبہ ہوا | مجھ کو حصولِ عشقِ حبیبِ خدا ہوا
عشق ہے اے لطفؔ مجھ کو احمد مختار سے | شغل ہے دن رات نعت سید ابرار سے [1]

انشاء اللہ خاں انشاؔ

آپ خدا نے جب کہا صلِّ علیٰ محمدٍ | کیوں نہ کہیں پھر انبیاء صلِّ علیٰ محمدٍ
عرش سے آتی ہے صدا صلِّ علیٰ محمدٍ | نورِ جہاں کبریا صلِّ علیٰ محمدٍ
صلِّ علیٰ نبینا صلِّ علیٰ محمدٍ [2]

شیخ قلندر بخش جرأتؔ

محمدؐ ہے نبی ممدوح ذاتِ کبریائی کا | کہے بندہ گر اس کی مدح دعویٰ ہے خدائی کا
گروہِ انبیاء میں وہ ہی حق کا برگزیدہ ہے | سوا اس کے لقب کس کو ملا ہے مصطفائی کا [3]

شیخ امام بخش ناسخؔ

دکھا اس کو جہاں میں غل ہے جس کی آمد آمد کا
الٰہی ہوں بہت مشتاق دیدارِ محمدؐ کا [4]

میر انیسؔ لکھنوی

منظور تھا کہ اور روایت کروں رقم | یاد آ گئی مگر یہ حدیثِ غم و الم
مسجد میں جلوہ گر تھے رسولِ فلک حشم | حلقے تھے ذکرِ حق میں لبِ پاک دم بدم
روشن تھے بام و در رخِ روشن کے نور سے | آئینہ بن گئی تھی زمیں تن کے نور سے [5]

---

[1] دیوان لطف۔ مطبوعہ حیدری بمبئی ۱۳۰۱ھ ص ۵۲-۵۳ [2] ارمغان نعت ص ۹۰
[3] ارمغان نعت ص ۷۹ [4] ارمغان نعت ص ۸۲ [5] ارمغان نعت ص ۹۲۔

مرزا دبیر لکھنوی

کیا قامت احمد نے ضیا پائی ہے | چہرے میں عجب نور کی زیبائی ہے
مصحف کو نہ کیوں فخر ہو اس صورت پر | قرآن سے پہلے یہ کتاب آئی ہے [۱]

شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلوی

ہو احمد خدا میں دل جو مصروف رقم میرا | الف الحمد رب العالمیں کا ہے قلم میرا
رہے نام محمد لب پہ یارب اول و آخر | الٹ جائے بوقت نزع جب سینے میں دم میرا [۲]

شیفتہ دہلوی

کیا تھا نور جب اللہ نے پیدا محمد کا | اسی دن سے ہوا ہے عاشق شیدا محمد کا یہ
نہ ہو ذکر مبارک آپ کا ورد زباں کیونکر | میں ہوں روز ازل سے عاشق شیدا محمد کا [۳]

مولانا عزیز اللہ عزیزؔ صفی پوری

مصحف پاک ہے کونین میں محبت تیری | حق تعالیٰ کی اطاعت ہے اطاعت تیری
جس نے دیکھا تجھے اللہ کو پہچان لیا | سر توحید بخت ہے رسالت تیری [۴]

کفایت علی کافیؔ مراد آبادی

عرش بریں ایوان محمد صلی اللہ علیہ وسلم | خلد سرا بستان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کفیل کار امت آپ شفیع روز قیامت | ہیں بے حد احسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم [۵]

---

[۱] ارمغان نعت ص۹۲ — [۲] ارمغان نعت ص۹۵
[۳] ارمغان نعت ص۹۷ — [۴] ارمغان نعت مکتبہ دین و ادب لکھنؤ ص۸۶
[۵] ارمغان نعت مکتبہ دین و ادب لکھنؤ ص۸۹

چوتھا دور

اس دور کی سب سے بڑی خوبی لکھنؤ اور دہلی دبستانوں کا ملا جلا حسین امتزاج ہے جو نعت گوئی میں اپنی دلآویزی کے ساتھ نظر آتا ہے نازک خیالی اور لطافت کے ساتھ اثر انگیزی اور جاذبیت اس دور کی پہچان ہے۔ تمام شاعرانہ خصوصیات اس دور کی نعت گوئی میں نمایاں طور پر موجود ہیں۔ تشبیہات کا سمندر موجیں مارتا نظر آتا ہے۔ تو مبالغہ بھی شدت کے ساتھ داخل ہوا ہے۔

امیرؔ مینائی۔ محسنؔ کاکوروی۔ شائقؔ۔ نساخؔ۔ اور داغ وغیرہ اس دور کے اہم شعراء ہیں۔ اس دور کے تقریباً سبھی شعراء نے نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ پر امیرؔ مینائی۔ محسنؔ کاکوروی اور شائقؔ کو نعت گوئی کی دنیا میں فوقیت حاصل ہے اور ان سب میں محسنؔ کاکوروی کو امتیازی مقام حاصل ہوا ہے۔

محسنؔ کاکوروی کا سلسلہ نسب حضرت علیؓ تک پہنچتا ہے۔ خاندان کے مذہبی رنگ نے انھیں مذہب سے قریب رکھا۔ خداداد صلاحیتوں کی بناء پر بہت جلد علم و فضل کی جانب رجوع ہو گئے۔ نو سال کی عمر میں سرکارِ دو عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس خواب سے محسن کی نعت گوئی کا آغاز ہوا۔

محسن نے نعت گوئی کو اپنا خاص فن بنا کر رسمی قید کو توڑ دیا عقیدت اور محبت کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر تمام شاعرانہ خصوصیات کو نعت گوئی کے قدموں تلے ڈال دیا اور اردو نعت گوئی اردو شاعری میں ادبی حیثیت کے ساتھ اعلیٰ مقام پر فائز ہوئی۔

اس دور کو جن شعراء نے ترقی کی منازل سے ہمکنار کیا ان کے کلام کا نمونہ یہ ہے۔

امیر مینائی لکھنوی (المتوفی ۱۹۰۰ء)

خلق کے سرور، شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم
مرسل داور خاص پیمبر، صلی اللہ علیہ وسلم
نور مجسم، نیر اعظم، سرور عالم، مونس آدم
نوح کے ہمدم، خضر کے رہبر صلی اللہ علیہ وسلم [۱]

عبد الغفور نساخ کلکتوی

اب رقم کرتا ہوں نعت مصطفےٰ | جس سے عالم کو ہوئی حاصل صفا
سید کونین، ختم المرسلیں | دور آخریں ہے فخر اولیں
بھیجتا ہوں سو درود اور سو سلام
آل و اصحاب نبیؐ پر صبح و شام [۲]

۱۔ ارمغان نعت ص ۱۰۴

۲۔ ارمغان نعت ص ۱۶

داغ دہلوی (المتوفی ۱۹۰۵ء)

تو جو اللہ کا محبوب ہوا خوب ہوا | یا نبی خوب ہوا، خوب ہوا، خوب ہوا
شب معراج کو کہتے تھے فرشتے باہم | سخنِ طالب و مطلوب ہوا، خوب ہوا [۱]

محسن کاکوروی (المتوفی ۱۹۰۵ء)

نعت میں کہہ کے یہ لایا ہے قصیدہ محسن
شعر یہ سنتے ہی فی الفور ہوا دل کو یقین
ہو گئی غیب سے تصدیق جو تھا ذہن نشین
یہ جگہ وہ ہے جو ہے رشک دہ خلد بریں
آستاں بوسی کو آتے تھے جہاں روح امین [۲]

محسن اب کیجئے گلزار مناجات کی سیر | کہ اجابت کا چلا آتا ہے گھرتا بادل
سب سے اعلیٰ تری سرکار ہے سب سے افضل | میرے ایمان مفصل کا یہی ہے مجمل [۳]

میر اعظم علی خاں شائق (حیدرآبادی) المتوفی ۱۳۱۵ھ

احمد پاک پہ مائل نہ ہوا تھا سو ہوا | دل مرا عشق میں کامل نہ ہوا تھا سو ہوا
شب معراج عرب سے یہ کھلا راز ہمیں | اب ہے ایسا کوئی واصل نہ ہوا تھا سو ہوا [۴]

---

۱ ارمغان نعت ص ۱۰۲
۲ کلیات محسن مرتبہ محمد نور الحسن اتر پردیش اردو اکاڈمی ص ۳۱
۳ " " " " " " ص ۱۲۲-۱۲۱
۴ کلیات شائق حیدر آبادی ص ۵۹

دورِ جدید تا حال

یہ دور ہندوستان کی تاریخ میں انقلابی دور سے یاد کیا جاتا ہے۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگاموں کی خونیں داستان اسی دور کی دین ہے۔ آزادی کی جدوجہد کی ناکامی نے ہندوستانی تاریخ کا رخ کچھ اس انداز میں بدلا کہ ظلم وجبر کے پہاڑ خصوصاً مسلمانوں پر ٹوٹے اور مسلمان اس دور میں ہر اعتبار سے اثر انداز ہوئے۔ ان کی اقتصادی، معاشی، سماجی اور سیاسی گراوٹ کا دور اپنے عروج پر تھا۔ نئے حالات نے ہر میدان میں تبدیلی پیدا کردی۔ اور مسلمانوں کا مذہبی ادب بھی ان حالات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

ضرورت تھی قوم کو ان کی برائیوں سے آگاہ کرانے کی، ضرورت تھی قوم میں سیاسی شعور پیدا کرنے کی۔ آخر کچھ رہبران قوم اٹھے اور ان ضرورتوں کو پر کرنے میں مصروف ہوگئے۔

علمی وادبی اعتبار سے ایک تحریک شروع ہوئی جس کا مقصد علم و

ادب میں تحقیق پسندانہ رجحانات پیدا کرنا تھا۔ صرف خیالات و تصورات کی بنیادوں پر تخلیق ہونے والے ادب کو اچھا نہیں سمجھا گیا۔ سادگی کو یوں اہمیت دی گئی کہ عام لوگ استفادہ کر سکیں۔

تحریک کا اثر یہ ہوا کہ اردو ادب تاریخی، سیاسی، سماجی، اخلاقی اور قدرتی مضامین سے آراستہ ہو گیا۔ اس دور کی نعت گوئی نے بھی انفرادیت قائم کی اور جذبات کے پہلو بہ پہلو حقیقت پسندی کے ساتھ اصلاحی مضامین بھی پیش کیے اور اللہ کے رسولؐ کی سیرت پاک کے توسل سے قوم کو سنبھلنے کی راہ دکھائی۔ اس دور کی نعتیہ شاعری کی ایک خاص بات یہ بھی رہی کہ اللہ کے رسول کے مرتبے اور مقام کو لے کر دو نظریوں نے بھی فروغ پایا۔

۱۔ پیغمبر اسلام کی عبدیت پر زیادہ زور دیا جانا۔

۲۔ پیغمبر اسلام کے اشرف البشر ہونے پر زیادہ زور دیا جانا۔

دورِ جدید سے دورِ حاضر تک کی نعتیہ شاعری کے چند نمونے ذیل میں درج ہیں جس سے نعتیہ شاعری کے ارتقائی سفر کو پوری طرح سمجھنے میں آسانی ہو۔

(مولانا الطاف حسین حالیؔ)

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا   مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا   وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا[۱]

(مولانا شبلی نعمانی)

ہاں مدینے میں ہوا غل کہ رسول آتے ہیں   راہ میں آنکھ بچھانے لگے اربابِ نظر
لڑکیاں گانے لگیں ذوق میں آ کر اشعار   نغمہ ہائے طلع البدر سے گونج اٹھے گھر[۲]

ص۱۔ مسدس حالی صدی ایڈیشن ص۹۱   ص۲۔ کلیات شبلی۔ معارف پریس اعظم گڑھ ۱۹۵۴ء ص۴۳

(مولانا احمد رضا خاں بریلوی)

ایک ٹھوکر میں اُحُد کا زلزلہ جاتا رہا　　رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں
ہائے اس پتھر سے اس سینے کی قسمت پھوڑیئے　　بے تکلف جس کے دل میں یوں کریں گھر ایڑیاں[۱]

(مولانا حسن رضا خاں بریلوی)

نگاہِ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں　　لئے ہوئے یہ دل بے قرار ہم بھی ہیں
ہمارے دست تمنا کی لاج بھی رکھنا　　تیرے فقیروں میں اے شہریار ہم بھی ہیں

(مولانا ظفر علی خاں)

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تم ہی تو ہو　　ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تم ہی تو ہو
جلتے ہیں جبرئیل کے پر جس مقام پر　　اس کی حقیقتوں کے شناسا تم ہی تو ہو[۲]

(علامہ ڈاکٹر محمد اقبال)

وہ دانائے سبل ختم رسل مولائے کل جس نے　　غبار راہ کو بخشا فروغ وادیِ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر　　وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسین، وہی طٰہٰ[۳]

---

[۱] حدائق بخشش ، [۲] بہارستان مولانا ظفر علی خاں لاہور ۱۹۳۶ء ص ۲۶ ، [۳] بال جبریل

حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکی

کہے ہے شوقِ نبیؐ یہ آ کر چلو مدینے چلو مدینے
میں دل ہوں گا تمہارا رہبر چلو مدینے چلو مدینے

صبا بھی لانے لگی ہے اب تو نسیمِ طیبہ نسیمِ طیبہ
کہے ہے شوق اب ہوا میں اڑ کر چلو مدینے چلو مدینے [1]

نوحؔ ناروی

سامنے جس کی نگاہوں کے مدینہ آیا | لطف کے ساتھ اسے مرنا اسے جینا آیا
تابشِ حسنِ محمدؐ تھی یہ معراج کی رات | ہر چمکتے ہوئے تارے کو پسینا آیا [2]

اصغرؔ گونڈوی

دل نثارِ مصطفےٰ، جاں پائمالِ مصطفےٰ | یہ اویسؓ مصطفےٰ ہے وہ بلالؓ مصطفےٰ
عالمِ ناسوت میں اور عالمِ لاہوت میں | کوندتی ہے ہر طرف برقِ جمالِ مصطفےٰ [3]

بیدمؔ شاہ وارثی

قبلہ و کعبۂ ایمان رسولِ عربی | دو جہاں آپ پہ قربان رسولِ عربی
چاند ہو تم تو ستارانِ سلف تارے ہیں | سب نبی دل ہیں تو تم جان رسولِ عربی [4]

ابوالاثر حفیظ جالندھری

بہ تمکینِ سبک ناقہ شانِ رحمت کی سواری کی | بڑھیں یثرب کی جانب نکہتیں بادِ بہاری کی

---

[1] ارمغانِ نعت صفحہ ۱۳۰ — [2] ارمغانِ نعت صفحہ ۱۳۹
[3] ارمغانِ نعت صفحہ ۱۴۳ — [4] ارمغانِ نعت صفحہ ۱۴۳

رسول اللہ اور صدیق تھے اک پشتِ ناقہ پر
بہ ظاہر چند اہلِ کارواں معلوم ہوتے تھے
تھا عامر دوسری پر اور ان کے ساتھ اک رہبر
مگر ان کے جلو میں دو جہاں معلوم ہوتے تھے [1]

محمدؐ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
محمدؐ کی محبت آنِ ملت شانِ ملت ہے
محمدؐ ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا
خدا کے دامنِ توحید میں آباد ہونے کی
محمدؐ کی محبت روحِ ملت جانِ ملت ہے
پدر، مادر، برادر، مال، جان، اولاد سے پیارا [2]

رخِ امید دیکھا روشنی آئی نگاہوں میں
یقیں آیا ہم اب تک ہیں محمدؐ کی پناہوں میں [3]

مچا تھا جن دنوں اندھیر دنیا کے سفینے میں
محمدؐ کا مدینہ ہی جہاں میں ایک بستی تھی
مساوات و اخوت کی یہاں تعلیم ہوتی تھی
حیاتِ نو میسر تھی چمن کو اپنے مالی سے
وجودِ اہلِ حق موجود تھا بس اک مدینے میں
جہاں راحت کا سایا تھا جہاں رحمت برستی تھی
بشر کو دولت انسانیت تقسیم ہوتی تھی
امیدیں پھوٹتی تھیں پتے پتے ڈالی ڈالی سے [4]

جلیلؔ مانکپوری

الٰہی عشق دے اس کا مدینے کا جو سلطاں ہے
زیارت کی تمنا ہے جو تم چاہو تو پوری ہو
محمدؐ نام ہے تاجِ رسلؐ ہے شاہِ خوباں ہے
مجھے مشکل سے مشکل ہے تمھیں آساں سے آساں ہے [5]

ابو الحسن ناطقؔ گلاؤٹھی

تعالی اللہ محمد مصطفےٰ تشریف لے آئے
شفیع المذنبیں خیر الوریٰ تشریف لے آئے

---

۱ شاہنامۂ اسلام جلد اول ص ۲۳۳
۲ 〃 〃 〃 دوم ص ۱۶۱
۳ 〃 〃 〃 سوم ص ۱۹۶
۴ شاہنامۂ اسلام جلد چہارم ص ۱۵۲-۱۵۶
۵ ارمغانِ نعت ص ۱۴۵

وہ جن کی ذاتِ والا وجہِ تخلیقِ دو عالم ہے | وہ جن کی شان لولاک لما تشریف لے آئے ۱؎

سیماب اکبرآبادی

تجلی گاہِ وحدت بن گیا دنیا کا کاشانہ | سلام اے صبحِ کعبہ، السلام اے شامِ بت خانہ
کچھ ایسی جاذبیت ہے رخِ حسنِ محمدؐ میں | کہ شمعِ طور پر جاتا نہیں اب کوئی پروانہ ۲؎

سید سلیمان ندوی

نامِ محمدؐ صلِ علیٰ | نورِ محمد صلِ علیٰ
حامد محمود صلِ علیٰ | قدِ ممدود صلِ علیٰ
رحمتِ عالم صلِ علیٰ | فخرِ آدم صلِ علیٰ
مرسلِ اکرم صلِ علیٰ | اسمکَ احمدؐ صلِ علیٰ ۳؎

انور صابری

روضۂ مصطفیٰ کو دیکھیں گے | قبۂ پرضیاء کو دیکھیں گے
صبح کی شبنمی فضاؤں میں | رقصِ موجِ صبا کو دیکھیں گے ۴؎

آرزو سہارنپوری

ازل ہی سے محمدؐ کی ثنا خواں ہے زباں میری | بیاضِ صبحِ ہستی پہ لکھی ہے داستاں میری
غلامِ حضرتِ خیر الوریٰ ہوں کیا نہیں میرا | فضائے لامکاں میری بساطِ کن فکاں میری ۵؎

۱؎ ارمغانِ نعت ص ۱۴۶ | ۲؎ ارمغانِ نعت ص ۱۴۷
۳؎ " " " ص ۱۵۳ | ۴؎ " " " ص ۱۶۶
۵؎ " " " ص ۱۷۱

(حق بنارسی)

پیکر کوئی ایسا نہیں خیر البشری کا — پتھر کو جو بخشے ہنر آئینہ گری کا
جبریل امیں طالب و مطلوب کے مابین — منصب ہو مبارک تمہیں پیغام بری کا
اے یادِ رسولِ عربی کسی کو ہو میسّر — حاصل جو سلیقہ ہے تجھے ہم سفری کا
سرکارِ دو عالم کے وسیلے سے دعا مانگ — جب ناز اٹھاتے نہ بنے بے اثری کا

حق پر بھی نوازش کی نظر یا شہِ کونین
آندھی سے ہے ٹکراؤ چراغِ سحری کا

(حافظ محمد عمر وارثی عمر سنبھلی)

محبت کا جو مخفی راز ہے پایا نہیں جاتا — جو سمجھانا کوئی چاہے تو سمجھایا نہیں جاتا
چراغ زندگی لے کر زمانے نے بہت ڈھونڈا — مگر ہمسرِ رسول اللہ کا پایا نہیں جاتا

محبت جس بشر کی رہ برِ منزل نہیں ہوتی — سبب یہ ہے کہ اس کی جستجو کامل نہیں ہوتی
یہ لازم ہے اسے اس کی خدائی سے نکل جائے — وہ ایسی قوم جو اللہ کی قائل نہیں ہوتی
عمر اب تو یہ نقشہ ہے بجز یادِ محمد کے — کوئی صورت سکونِ اضطرابِ دل نہیں ہوتی

(رؤف امروہوی)

انھیں کی یاد سے ناشاد دل کو شاد کرتے ہیں — ہم اس اجڑی ہوئی منزل کو یوں آباد کرتے ہیں
رؤف ان کی غلامی میں اب اتنی فکر ہے مجھ کو — کہیں وہ یہ نہ کہہ دیں ہم تجھے آزاد کرتے ہیں

آقا بنے جو بندۂ سرکار ہو گئے — غم سے چھٹے جو ان کے گرفتار ہو گئے
ان کی مخالفت پہ جو تیار ہو گئے — رسوا ہوئے ذلیل ہوئے خوار ہو گئے
آتے ہی ان کا نام زباں پر مری رؤف — سب اہلِ حشر میرے طرفدار ہو گئے

(افسرؔ امروہوی)

شوق کی پہلی نشانی ہے مرے آقا کی ذات　　لفظِ کُن کی ترجمانی ہے مرے آقا کی ذات
میری آنکھوں سے کوئی دیکھے مرے سرکار کو　　اعتبارِ زندگانی ہے مرے آقا کی ذات

کب بلاتے ہیں یہ شاہ دوسرا یہ چھوڑ دے　　تو غلام ان کا ہے سب انکی رضا پر چھوڑ دے
اپنے گھر تک دولت کونین لا سکتا ہے تو　　شرط یہ ہے دل درِ خیر الوریٰ پر چھوڑ دے
تیری نعتوں کے چمن سے جا نہیں سکتی بہار　　کام یہ افسرؔ نسیم جانفزا پر چھوڑ دے

(شوقؔ راٹھوری)

نہیں ہے راہِ محبت میں قرب و دور کی بات　　مادیت سے جدا گانہ ہے یہ نور کی بات
جہاں بھی کوئی انھیں دل سے یاد کرتا ہے　　وہیں یہ ہوتے ہیں یہ ہے مرے حضور کی بات

بلند و برتر و بالا بلیغ شان رسولؐ　　بجز خدا کے نہیں کوئی رازدان رسولؐ
ہزار بار سنیں پھر بھی دل نہیں بھرتا　　بڑی لطیف ہے واللہ داستان رسولؐ
الٰہی شوقؔ سیہ کار کا بھی نام آئے　　بنے جو حشر میں فہرست عاشقانِ رسولؐ

(حقؔ چھپتر پوری)

جہاں سب سے زیادہ انکی حاجت تھی وہ آئے　　عرب کی سرزمیں میں رحمت اللعالمیں آئے
جہالت کا اندھیرا چار سو پھیلا تھا دنیا میں　　یہ عالم تھا یہاں جب سرورِ دنیا و دیں آئے

کل خزانوں کے امیں اور شکم پر پتھر　　خدا آج بھی یکتا ہے قناعت ان کی
ورفعنا لک ذکرک کی وحی سے اے حقؔ　　حق تعالیٰ نے بھی فرمائی ہے مدحت ان کی

(ڈاکٹر جمیلؔ راٹھوی)

مرے خدا مجھے محشر کا بھی دھنی کر دے — نبی کے عشق سے میرے وجود کو بھر دے
عطا جو کی ہے خدا تو نے مجھ کو بینائی — شعورِ دید کا بطحیٰ کا حسن منظر دے

نظر میں عرش کی ہم یوں زمین رکھتے ہیں — نبی کے نقشِ قدم پر جبین رکھتے ہیں
جمیلؔ ان سے عقیدت بھی اک عبادت ہے — جو اپنے دل میں کتابِ مبین رکھتے ہیں

طرزِ بیاں کیلئے حسنِ زباں کیلئے — مدحِ نبی کیلئے علم و شعور دے
ضبطِ جفا کیلئے عزم و وفا کیلئے — عشقِ بلال کا وہ لطف و سرور دے
شکر و یقین سے بھرے قلبِ حزیں کیلئے — روحِ سلمان کا وہ جذبِ طہور دے
ذکرِ نبی کا ادا حق بھی کروں میں خدا — نعتوں میں جلا کیلئے پرتوِ نور دے

انتخابِ کلام

(نعت)

ولی

(متوفی سنہ ۱۱۱۹ھ)

محمد وہ کہ جس کے حق میں لولاک
کہا ہے خالق املاک و افلاک

عجب گلزار ہے وہ مظہر کُل
کہ ہے جس باغ کا خورشید اک گُل

وہی ہے بے دلاں کا دلکشا باغ
وہی ہے عاشقاں کا مرہم داغ

اسی کا ذکر ہے ایمان مومن
اسی کی یاد اطمینان مومن

بھلا کونین میں وہ دین کا گل
دو جگ مشتاق اس کے مثل بلبل

بعد حمد خدائے بے ہمتا
یاد کر نعت سید مرسل

اس مجلس میں آ ہوا ہے کھڑا
صف آخر میں جو ہوا اول

گر ہو وہ آفتاب گرم عتاب
آسماں جائیں مثل موم پگھل

دیکھ اس کے جلال و عظمت کوں
بادشاہوں کا ڈنگ ہے ڈنگل

دیکھ اس زلف و مکھ کوں بے جا ہے
بحر اور بر میں عنبر و صندل

عشق میں لازم ہے اول ذات کوں فانی کرے
ہو فنا فی اللہ دائم یاد یزدانی کرے

عشق کی آتش میں جائے تن کوں جو کئی رات دن
وہ قیامت لگ سو جبیں سوں درخشانی کرے

یا محمدؐ! دو جہاں کی عید ہے تجھ ذات سوں
خلق کوں لازم ہے جی کوں تجھ پہ قربانی کرے

دیکھ طوبیٰ قد ترا جنبش میں آوے شوق سوں
جب گلستان ارم کی تو فرامانی کرے
عارفاں بولیں گے جان و دل سوں لاکھوں آفریں
جب ولی تیری مدح میں گوہر افشانی کرے

یٰسین وطٰہٰ والضحےٰ نازل ہوئے تجھ شان میں
واللیل اور والشمس ہے تجھ زلف و مکھ کے دھیان میں
افلاک سب پیدا ہوئے لولاک کے احسان میں
تجھ یاد سوں راحت اچھو پر مومناں کی جان میں
تیرے چرن کی خاک سوں روشن نین سب دن اچھو
دل کی صدف میں کر جتن تجھ عشق کا گوہر رکھوں
سینے کے معدن کے بھتر تجھ نیہ کا جوہر رکھوں
دائم سخن کے لب اوپر تجھ قول کی شکر رکھوں
ہر دم طبع کے سیس پر تجھ یاد کا افسر رکھوں
تیری محبت کا رتن دل میں جتن سب دن اچھو

دیکھ طوبیٰ قد ترا جنبش میں آوے شوق سوں
جب گلستان ارم کی تو فدا مانی کرے
عارفاں بولیں گے جان و دل سوں لاکھوں آفریں
جب ولیؔ تیری مدح میں گوھر افشانی کرے

یٰسین وطٰہٰ والضحےٰ نازل ہوئے تجھ شان میں
والیل اور والشمس ہے تجھ زلف و مکھ کے دھیان میں
افلاک سب پیدا ہوئے لولاک کے احسان میں
تجھ یاد سوں راحت اچھو پر موناں کی جان میں
تیرے چرن کی خاک سوں روشن نین سب دن اچھو

دل کی صدف میں کر جتن تجھ عشق کا گوہر رکھوں
سینے کے معدن کے بھتر تجھ نیہ کا جوہر رکھوں
دائم سخن کے لب اوپر تجھ قول کی شکر رکھوں
ہر دم طبع کے سیس پر تجھ یاد کا افسر رکھوں
تیری محبت کا رتن دل میں جتن سب دن اچھو

ولی

(متوفی سنہ ۱۱۱۹ھ)

محمد وہ کہ جس کے حق میں لولاک — کہا ہے خالق املاک و افلاک
عجب گلزار ہے وہ مظہر گل — کہ ہے جس باغ کا خورشید اک گل
وہی ہے دلاں کا دلکشا باغ — وہی ہے عاشقاں کا مرہم داغ
اسی کا ذکر ہے ایمان مومن — اسی کی یاد اطمینان مومن

کھلا کونین میں وہ دین کا گل
دو جگ مشتاق اس کے مثل بلبل

بعد حمد خدائے بے ہمتا — یاد کر نعت سید مرسل
اس مجلس میں آ ہوا ہے کھڑا — صف آخر میں جو تھا اول
گر ہو وہ آفتاب گرم عتاب — آسماں جائیں مثل موم پگھل
دیکھ اس کے جلال و عظمت کوں — بادشاہوں کا ڈنگ ہے ڈنگل

دیکھ اس زلف و مکھ کوں بے جا ہے
بحر اور بر میں عنبر و صندل

عشق میں لازم ہے اول ذات کوں فانی کرے
ہو فنا فی اللہ دائم یاد یزدانی کرے

عشق کی آتش میں جاوے تن کوں جو کئی رات دن
وہ قیامت لگ سو خوبیوں سوں درخشانی کرے

یا محمد! دو جہاں کی عید ہے تجھ ذات سوں
خلق کوں لازم ہے جی کوں تجھ پہ قربانی کرے

سراج اورنگ آبادی

(متوفی ۱۱۶۱ھ)

نام تیرا مطلع فہرست ہے دیوان کا ۔۔۔ ہے زباں کا ورد تھا اور وظیفہ جان کا
یا محمدؐ! تجھ کرم سیں ہوں سدا امیدوار ۔۔۔ جلوۂ ایمان دے اور بھید کہہ انسان کا
کر سراسر شوق میں بے ہوش مجھ کو یا حبیبؐ ۔۔۔ دے مجھے بھر کر پیالہ نشۂ عرفان کا
تو احد ہے نام تیرا احمدؐ بے میم ہے ۔۔۔ زیب پایا تجھ صفت سے ہر ورق قرآن کا

اے سراج اپنی خودی کو بے خودی میں محو کر
شغل جاری رکھ ہر اک دم میں ہوالرحمٰن کا

رسول خدا سید المرسلیں ۔۔۔ قیامت کے دن شافع المذنبیں
نبوت کی مسند کا ہے جانشیں ۔۔۔ کیا جس کی تعظیم روح الامیں

عجب روز محشر کا سردار ہے ۔۔۔ صف اصفیا میں وہ سالار ہے
جگت میں رونے سلطنت، مدام ۔۔۔ جماعت میں ہے انبیاء کی امام

رہِ شرع کا ہادی مستقیم ۔۔۔ شریعت کے دریا کا دُرِ یتیم
حبیب خدا والی روزگار ۔۔۔ دو عالم کی اقلیم کا تاجدار

شہ انس و جاں سب کا مقبول ہے ۔۔۔ نبوت کے گلزار کا پھول ہے
کہ جس واسطے خلق پیدا کیا ۔۔۔ زمیں آسماں سب ہویدا کیا

کہا حق نے لولاک جس شان میں ۔۔۔ شہنشاہ ہے ملک عرفان میں
سدا گمرہوں کا وہی رہنما ۔۔۔ ہے خیر الوریٰ احمد مجتبیٰ!

عجب ذات مقبول کونین ہے ۔۔۔ کہ کونین کا قرۃ العین ہے

سراج اب نہ گفتگو بیشتر ادب کے محل سے نہ جا بیشتر
کہ دم مارنے کی یہاں نہیں ہے بات اگرچہ وہی ذات یہاں ہوئی صفات
وہی نور یہاں آکے ظاہر ہوا آپس آپ قدرت پہ قادر ہوا

ولیکن ادب تجھ کو درکار ہے
شریعت کی بے راہ دشوار ہے

مرزا محمد رفیع سودا

(متوفی ۱۱۹۵ھ)

محمدؐ باعث ایجاد و افلاک / محمدؐ علت غائی افلاک
محمدؐ کنت کنزاً کی گواہی / محمدؐ عالم علم الٰہی
محمدؐ ہے مشیر عالم غیب / محمدؐ رازدار حق ہے لاریب
محمدؐ عادل و کامل و عاقل / محمدؐ ہے جو کچھ تھا اس کے قابل
محمدؐ جگ میں سالار رسل ہے / محمدؐ ماہر ہر جزو و کل ہے
اسی کی ذات سے اثبات حق ہے / کہ اس کی ذات میں ذات حق ہے
خدا کا اس کو ہم سمجھیں نہ ثانی / پر اوس سے ہے حدیث من رانی
ہمیں کیوں کر نہ رحمت پر یقیں ہو / کہ جب ایسا شفیع المذنبیں ہو
کہوں کیا خلقت انساں میں کیا ہے / شرف آدم کا فخر انبیا ہے
کہ یا نقد فضولی ناروا ہے / نہیں یہ حمد، نعت مصطفےٰ ہے
محمدؐ وہ کہ ہیں جتنے پیمبر / ہیں اوس کے مرتبے سے سب فروتر
جہاں میں ہے یہ جتنا کچھ ہویدا / ہوا اوس کے لئے سب کچھ پیدا

یہ منہ اس کی ثنا لائق نہیں ہے
ثنا گر واں کا جبریل امیں ہے

ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمانی / نہ ٹوٹی شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی
عجب ناداں ہیں جن کو ہے عجب تاج سلطانی / فلک بال ہما کو پل میں سونپے ہے مگس رانی
زہے دین محمدؐ پیروی میں اوس کو جو ہووے / رہے خاک قدم سے اوسکی چشم عرش نورانی
ملک سجدہ نہ کرتے آدم خاکی کو گر اوس کے / امانت دار نور احمدی ہوتی نہ پیشانی
اسی کو آدم و حوا کی خلقت سے کیا پیدا / مراد الفاظ سے معنی ہیں تا آیات قرآنی
خیال خلق اوس کا گر شفیع کافراں ہووے / رکھیں بخشش کے منت یہودی اور نصرانی

رکھا جب سے قدم مسند پر آن نے شریعت کا — کرے ہے موج بحر معدلت تب سے یہ طغیانی
نہ ہونے سے جدا سایہ کا اوس قامت کے پیدا ہے — قیامت ہوویگا دلچسپ وہ محبوب سبحانی
ہزار افسوس آدل ہم نہ تھے او سوقت دنیا میں — وگرنہ کرتے یہ آنکھیں جمال اوس کے سے نورانی

بس آگے مت چل اے سودا ایس دیکھا فہم کو تیری
کر استغفار اس منہ سے اب ایسی کی ثنا خوانی

دلا دریائے رحمت قطرہ ہے آب محمدؐ کا — جو چاہے پاک ہو پیرو ہو اصحاب محمدؐ کا
محمدؐ علم کا گھر ہے علی اوس کا ہے دروازہ — غلام اوس کا ہو تو جو کلب ہو باب محمدؐ کا
قدر رعنا جب اپنا خم کیا بہر نماز ان نے — ہوا اس وقت ساجد محراب محمدؐ کا
زمین و آسماں کیوں ہوں نہ روشن نور سے اوسکے — کہ ہے اک پرتو خورشید مہتاب محمدؐ کا
کہا پیر خرد نے موجب خم پشت گردوں کو — یہ تخستی بارش رہتا ہے اسباب محمدؐ کا
ادا کس کی زباں سے ہو سکے شکر اسکی نعمت کا — دو عالم ریزہ چین حق کیا قاب محمدؐ کا

ہوا ہے کیا بہت پر سودا نہ دم مارا
خدا بن کون ہے آگاہ آداب محمدؐ کا

مولانا محمد باقر آگاہ

(متوفی ۱۲۲۰ھ)

مصطفےٰ کے واسطے اے کارساز
مصطفےٰ کے واسطے اے بے نیاز

اوس شفیع المذنبین کے واسطے
رحمت للعالمیں کے واسطے

اوس پناہ بے کساں کے واسطے
اوس دوائے خستگاں کے واسطے

واسطے اوس کے کہ جسکا لطف عام
عاصیاں کا زاد ہے روز قیام

ہو شہادت پر مرا انجام کر
ہو مدینے بیچ میرا کر مقبر

راحت جاں یاں ہوا پچد تمام
از طفیل مصطفےٰ آں شاہِ انام

بہار حسن کا ہے صبح اول
فروغ عشق کا ہے نور اکمل

ہے وہ ام الکتاب و نور قدسی
کہ جس کی آیۃ الکرسی ہے کرسی

حروف اوس کے ملائک نور کل ہیں
تھا واسطہ اوس کے جز و کل ہیں

ہے جسکا خواب گاہِ خاص وحدت
ہے بار عام جس کا واحدیت

مقامِ خاص اَوْ اَدْنیٰ ہے جس کا
خدا بن کوئی نہیں دانا ہے جس کا

تھے جس کے پیش کار انبیا سب
تھے جس کے مژدہ گویاں اصفیا سب

ملائک جس کے تھے فوج معظم
نقیب اوس فوج کا جبریل اکرم

ہے ذکر پاک اوسکا ذکر حق کا
ہمیشہ کر تو تکرار اوس سبق کا

ملائک ذکر پر اوس کے ہیں قائم
رسولاں ذکر میں اوس کے ہیں دائم

عرض تک و فلک جو ہیں اشیا
ہیں اوس کے ذکر میں سرمست شیدا

زباں سے تیغ سے دل سے قلم سے
مریں تائید میں دن رات دیں کے

کر اپنے دیں کا تو بول بالا
کر ان کے دشمناں کے منہ کو کالا

تصدق سے محمد کے الٰہی
مسلماناں کی قائم رکھ تو شاہی

تصدق سے نبیؐ کے حی و قیوم
مچا عالم میں اس کے دین کی دھوم

رکھ اوس کے عشق میں یوں ہم کو سرشار
کہ جان و تن کریں ہم اوس پہ نثار

تصدق سے محمد کے خدایا
دے دونوں جگ میں ہم کوں اوکا سایہ

حیات و موت قربت میں اوسکی
ہمارا حشر کرامت میں اوسکی

بحمداللہ ہوا یہ نسخہ آخر
بحق مصطفےٰؐ سالار فاخر

لایا تو آپ آفتاب وحدت
جس سے جہاں میں نہ رہی ظلمت

لایا تو یک ایسا روح اعظم
پایا ہے حیات جس سے عالم

یعنی شہِ دو جہاں محمدؐ
سرمایہ جسم و جانِ محمدؐ

طاعت ہے تیری اطاعت اس کی
قربت ہے تیری محبت اس کی

جو اس کی رضا تیری رضا ہے
حکم اس کا ہے تیری قضا ہے

طالب اس کا تیرا ہے مطلوب
طالع اس کا تیرا ہے محبوب

مولوی کرامت علی شہیدؔی

(متوفی ۱۲۵۶ھ)

رقم پیدا کیا کیا طرفہ بسم اللہ کے مد کا
سرِ دیواں لکھا ہے میں نے مطلع نعتِ احمدؐ کا

چمن پیرائے کن فراش جس کی بزم رنگیں میں
بہارِ آفرینش ایک بوٹا اس کی مسند کا

عجم میں زلزلہ نوشیرواں کے قصر میں آیا
عرب میں شور اٹھا جس وقت اس کی آمد آمد کا

شرف حاصل ہوا آدمؑ اور ابراہیمؑ کو اس سے
نہ تنہا فخرِ عالم، فخر تھا اپنے اب و جد کا

ادھر اللہ سے واصل، ادھر مخلوق میں شامل
خواص اس برزخِ کبریٰ میں ہے حرفِ مشدد کا

گزر وحدت سے کثرت میں نہ ہوتا ذاتِ مطلق کو
نہ بنتا صفر گر نقشِ احد پر میمِ احمد کا

رہا کعبے میں تیرے روضے کے در پر نہ جا پائیں
اسی اندوہ سے ہے رنگ تیرا سنگِ اسود کا

تمنا ہے درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روحِ مقید کا

خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدؔی کس محبت سے
زباں پر میری جس دم نام آتا ہے محمدؐ کا

ہے سورۂ والشمس اگر روئے محمدؐ
واللیل کی تفسیر ہوئی موئے محمدؐ

جب روئے محمدؐ کی نظر آئی تجلی
سمجھا میں شبِ قدر ہے گیسوئے محمدؐ

کم ساتھ ہوا روئے نکو خوئے نکو کا
ہے نیک مگر روئے صفت خوئے محمدؐ

ہے سرمہ کوری میں نہاں دیدۂ بد میں
جس دن سے عیاں ہے رخِ نیکوئے محمدؐ

ماہِ نو شوال سے عاشق کو نہیں عید
جب تک نظر آجائے نہ ابروئے محمدؐ

تھا بیش بہا عشق کے بازار میں یوسف
پر ہو نہ سکا سنگ ترازوئے محمدؐ

کس وضع اٹھائے ہوئے ہیں بارِ دو عالم
ظاہر میں تو نازک سے ہیں بازوئے محمدؐ

کعبے کی طرف منہ ہو نمازوں میں ہمارا
کعبے کا شب و روز ہے منہ سوئے محمدؐ

ہر نخلِ بیابانِ عرب مجھ کو ہے طوبیٰ
ہو شیفتہ قامتِ دلجوئے محمدؐ

رضواں کے لئے لے چلو سوغاتِ محمدؐ
گر ہاتھ لگے خار و خسِ کوئے محمدؐ

حکیم مومن خاں مومن

(متوفی ۱۲۶۸ ھ)

جو وہ اوج ہو جلوہ گر پھر کہاں — ستاروں کی تاب آسمانوں نشاں
یہ تابش میں انجم کا پایا نہیں — کہ ان کے ہے ظل اس کے سایہ نہیں
کدورت کہاں جسم اطہر ہے وہ — کہ نور مجرد کا مظہر ہے وہ
نہ ہونے میں سایہ کے کیا بات ہے — یہ ادراک فخرِ کرامات ہے
نہیں یہ پذیرائی طبع سلیم — کہ حکمت سے خالی ہو فعلِ حکیم
حقیقت کھلی مجھ پہ نہ اس بات کی — عبث سعی میں صرف اوقات کی
مگر جب خدا ہی سے کی التجا — تو ہاتف نے پیرِ خرد سے کہا
کہ اے نکتہ سنج سراپا شعور — نہ ہوتا تھا سایہ کا اس کے ضرور
رہے تا شریروں کو باہم جدل — نظام جہاں میں نہ آئے خلل
اگر ذات وجہ وجودِ امم — تو سایہ ہے آباد ملکِ ارم
کیا عقلِ کل نے فلک سے سوال — کہ مصدر گونہ گونہ کمال
محمدؐ کے سایہ نہیں کیا سبب؟ — کہا اس نے مت پوچھ اس کا سبب
نہیں راز یہ قابل اظہار کے — کہ اسرار ہیں حفظ اسرار کے
ہوا جب کہ بہر ہدایت ضرور — کہ ہو جلوہ فرما زمیں پر وہ نور
گوارا نہ تھا بس کہ ہونا جدا
رہا سایہ حاضر حضورِ خدا

چمن میں نغمۂ بلبل ہے یوں طرب مانوس — کہ جیسے صبح شبِ ہجر نالہائے خروس
ہوا ہے کون سی ایسی مگر مدینے کی — دمِ مسیح کو ہے جس کی حسرتِ پابوس
شرف مدینے کو جس سے ہے ہو نہ ہو وہ ہوا — جسے بتاتے ہیں محبوبِ حضرتِ قدوس
جو خواب میں کبھی دیکھتی جمال اس کا — نہ دیتی دل کبھی یوسف کو دخترِ طیموس
جو شمع بزم کہوں اس کے روئے تاباں کو — کنعاں وہ ماہ بنے نورِ شعلۂ فانوس
وہ کون احمدِ مرسل شفیعِ ہر دو سرا — جو خلق کا سبب اور باعثِ معادِ نفوس
خمیدہ کس لئے نہ آسماں بنے تھے بھلا — نہ تھا ازل سے جو مدِ نظر ترا پابوس

شہا ستم ہے کہ تیرے مدح خواں پہ کرے
ہزار گونہ ستم روزگار ناموس

نہ کیوں کہ مطلعِ دیوان ہو مطلعِ مہرِ وحدت کا
کہ ہاتھ آیا ہے روشن مصرعِ انگشتِ شہادت کا

غضب سے تیرے ڈرتا ہوں، رضا کی تیری خواہش ہے
نہ میں بیزار دوزخ سے نہ میں مشتاق جنت کا

مرا جوہر ہو سرتاپا صفائے مہرِ پیغمبر
مرا حیرت زدہ دل آئینہ ہو سنت کا

مجھے وہ تیغ جوہر کر کہ میرے نام سے خوں ہو
دلِ صد پارہ اصحاب نفاق و اہلِ بدعت کا

خدایا شکرِ اسلام تک پہنچا، کہ آ پہنچا
لبوں پہ دم بلا ہے جوشِ خوں شوقِ شہادت کا

نہ رکھو بیگانہ مُہرِ امامِ اقتدا سنت
کہ انکار آشنائے کفر ہے اس کی امامت کا

امیرِ لشکرِ اسلام کا محکوم ہوں یعنی
ارادہ ہے مرا فوجِ ملائک پر حکومت کا

زمانہ مہدیِ موعود کا پایا اگر مومن !!!
تو سب سے پہلے تو کہیو سلامِ پاک حضرت کا

لطف علی خاں لطف

روز و شب مدحتِ صحرائے مدینہ کیجئے
خلد میں رہنے کی صورت کوئی پیدا کیجئے

سر کے بل ہند سے اب قصد مدینہ کیجئے
بختِ برگشتہ کو اس راہ سے سیدھا کیجئے

دل میں عشقِ رخِ پرنور کو پیدا کیجئے
زنگ آلودہ ہے آئینہ مصفا کیجئے

کیا ہی پیارا ہے ترا نام خدا اسم شریف
حرزِ جاں کیجئے تعویذ گلے کا کیجئے

جس نے سونگھا عرقِ جسمِ معطر یہ کہا
عطر یہ سونگھئے خوشبو یہ لگایا کیجئے

جیتے جی آتشِ دوزخ ہے بجھانی گر لطف
یاد میں احمد مختار کی رویا کیجئے

ہوں میں بلبلِ باغِ وصفِ احمد مختار کا
سو زباں رکھتا ہے ہر پتا مرے گلزار کا

عشق ہے جس کو جنابِ سیدِ ابرار کا
لطف حاصل ہوگا اس کو لطف کے اشعار کا

وصف جب گلزار میں چشمِ مبارک کا کیا
خواب آنکھوں سے اڑایا نرگسِ بیمار کا

وسوسے شیطان کے بے شمشیر ہوں دم میں فنا
وصف حضرت کے لکھوں گر ابروئے خمدار کا

دفترِ کونین سے ہوگا وہ رتبے میں فزوں
کُل نہ ہو گر جز بھی نعتِ احمدِ مختار کا

اک جہاں جس بادشاہِ دو جہاں کا ہے غلام
مجھ کو بھی کر دے گدا یا رب اسی سرکار کا

قبلہ حاجاتِ دو عالم ہے تیری ذاتِ پاک
کعبۂ مقصود ہے تو زاہد و دیندار کا

لکھوں حبیب خدا کی وہ مدحتِ رخسار
کہے جہاں کہ یہ مطلعِ ہے مطلعِ انوار

لکھوں جناب کا وہ وصف گیسو و رخسار
کہے زمانہ کہ یک جا ہوئے ہیں لیل و نہار

خدا کے بعد خدائی میں آپ اعلیٰ ہیں
جناب پاک کا ادنیٰ سا ہے عزور وقار

دکھایا جائے گا جب اپنا نامۂ اعمال
اور اس میں ہو گی لکھی نعت سید ابرار

اِدھر سے نعت پڑھی جائیگی اُدھر سے درود
رہے گی دیر تلک روزِ محشر یہ تکرار

پھر اس کے بعد کرونگا یہ عرض خالق سے
بحق سید ابرار احمد مختار

ترے حبیب محمدؐ کا مدح خواں ہوں میں
ہزار ہوں میں بد اطوار لاکھ بد کردار

شفیع حشر کے صدقے میں کیا عجب ہے اے لطف
مجھے بھی حشر کے دن بخش دے اگر غفار

خموش بیٹھے ہو کیا مومنو درود پڑھو
شفیعِ روزِ جزا پر پڑھو درود پڑھو

تمام جسم میں خوشبو ملو درود پڑھو
مشامِ جاں کو معطر کرو درود پڑھو

اگر خدا کے ہو طالب تو پہلے لازم ہے
رسولِ پاک کو راضی کرو درود پڑھو

اگر حضورؐ کی مدِ نظر حضوری ہے
حضورِ قلب سے آؤ دوستو درود پڑھو

جو اس حبیب کا مدِ نظر نظارہ ہو
پڑھو درود پڑھو عاشقو درود پڑھو

یہ کون بزم ہے کس کا ہے ذکر لطفؔ یہاں
ادب سے بیٹھو ادب سے اٹھو درود پڑھو

آج فخرِ انبیاء صلی علیٰ پیدا ہوئے
شافعِ روزِ جزا صلی علیٰ پیدا ہوئے

زینتِ ارض و سما صلی علیٰ پیدا ہوئے
رونقِ ہر دوسرا صلی علیٰ پیدا ہوئے

حامد و محمود و احمد خاص ہے جن کا لقب
وہ محمد مصطفیٰ صلی علیٰ پیدا ہوئے

حضرتِ آدم سے جن حضرت کا تھا پہلے ظہور
اب وہ ختم الانبیاء صلی علیٰ پیدا ہوئے

نور سے جن کے ہوئی تھی آتشِ نمرود سرد
آج وہ نورِ خدا صلی علیٰ پیدا ہوئے

ہر نبی کے جو شبِ معراج ہوں کے مقتدا
وہ امام و پیشوا صلی علیٰ پیدا ہوئے

نزع میں، مرقد میں، محشر میں کریں گے جو مدد
آج وہ مشکل کشا صلی علیٰ پیدا ہوئے

کافی مرادآبادی

(۱)

چمکا جہاں میں جب مہِ اقبالِ مصطفےٰ — ماہِ سپہر ہو گیا پامالِ مصطفےٰ
اک زلزلہ کو شکِ کسریٰ میں پڑ گیا — چمکی جو تیری شوکتِ اجلالِ مصطفےٰ
دعویٰ ہوا ہے کانِ جواہر کا گوش کو — سن کر حدیثِ لعل پر افضالِ مصطفےٰ
بس آرزو یہی دلِ حسرت زدہ کی ہے — سنتا رہے شمائل و احوالِ مصطفےٰ

کافی ہے اپنے واسطے گر منکر و نکیر
دکھلائیں لا کے قبر میں تمثالِ مصطفےٰ

(۲)

عرشِ بریں ایوانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم — خلد سرا بستانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کفیلِ کارِ امت آپ شفیعِ روزِ قیامت — ہیں بے حد احسانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مظہرِ رحمت مصدرِ احسان مخزنِ شفقت عینِ عنایت — ذاتِ محمد جانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
رحمتِ عالم اس کا لقب ہے باعثِ خلقِ عالم کا وہ سبب ہے — ہے کیا عالی شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بہرِ شفائے درد و مصیبت اور برائے رنج و ملامت
کافی ہے دامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(۳)

کوئی گل باقی رہیگا نے چمن رہ جائیگا — پر رسول اللہ کا دینِ حسن رہ جائیگا
ہم صفیرو باغ میں ہے کوئی دم کا چہچہا — بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائیگا
اطلس و کمخواب کی پوشاک پہ نازاں نہ ہو — اس تنِ بے جان پر خالی کفن رہ جائیگا
جو پڑھے گا صاحبِ لولاک کے اوپر درود — آگ سے محفوظ اسکا تن بدن رہ جائیگا

سب فنا ہو جائیں گے کافیؔ و لیکن حشر تک
نعتِ حضرت کا زباں پہ سخن رہ جائیگا

(۴)

عشقِ احمدؐ سے دل کو راحت ہے — کیا ہی اللہ کی عنایت ہے
ذاتِ پاکِ محمدِ عربی — عینِ رحمت ہے عینِ رحمت ہے
حبِ احمدؐ کا نام ہے ایماں — او محبو انہیں بشارت ہے
ہو سکے کس سے نعتِ پاک رقم — کس کے کام و زباں میں طاقت ہے

جرمِ کافیؔ کے بخش دے یارب
یہ بھی خیر البشرؐ کی امت ہے

(۵)

رسول اللہ کی ہم کو شفاعت کا وسیلہ ہے — شفاعت کا وسیلہ اور رحمت کا وسیلہ ہے
عجب ذاتِ کرم ہے کہ ہر اعلیٰ و ادنیٰ کو — جنابِ شافعِ روزِ قیامت کا وسیلہ ہے
بچو گے مومنو تم گرمیِ خورشیدِ محشر سے — لوائے احمدی ظلِ کرامت کا وسیلہ ہے
بشکلِ عندلیبِ زار میں دن رات کہتا ہوں — کہ مجھ کو اس گلِ باغِ رسالت کا وسیلہ ہے

جنابِ رحمتِ عالم شفیعِ امتِ مجرم
ہمارے واسطے کافیؔ شفاعت کا وسیلہ ہے

مولانا الطاف حسین حالی

نظم

مسدس حالی

یکایک ہوئی غیرتِ حق کو حرکت | بڑھا جانبِ بوقبیس ابرِ رحمت
ادا خاکِ بطحا نے کی وہ ودیعت | چلے آتے تھے جس کی دیتے شہادت

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نویدِ مسیحا

ہوئے محو عالم سے آثارِ ظلمت | کہ طالع ہوا ماہِ برجِ سعادت
نہ چھٹکی مگر چاندنی ایک مدت | کہ تھا ابر میں ماہتابِ رسالت

یہ چالیسواں سال لطفِ خدا سے
کیا چاند نے کھیت غارِ حرا سے

وہ فخرِ عرب زیبِ محراب و منبر | تمام اہلِ مکہ کو ہمراہ لے کر
کیا ایک دن حسبِ فرمانِ داور | سوئے دشت اور چڑھ کے کوہِ صفا پر

یہ فرمایا سب سے کہ اے آلِ غالب
سمجھتے ہو تم مجھ کو صادق کہ کاذب

کہا سب نے قول آج تک کوئی تیرا | کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھ کو ایسا | تو باور کرو گے اگر میں کہوں گا

کہ فوجِ گراں پشتِ کوہِ صفا پر
پڑی ہے کہ لوٹے تمہیں گھات پا کر

کہا تیری ہر بات کا یاں یقیں ہے | کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امیں ہے
کہا گر مری بات یہ دل نشیں ہے | تو سن لو خلاف اس میں اصلا نہیں ہے

کہ سب قافلہ یاں سے ہے جانے والا
ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی، غلاموں کا مولیٰ

خطا کار سے درگزر کرنے والا
بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا
قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

مسِ خاک کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی
اک آواز میں سوتی بستی جگا دی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغامِ حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نامِ حق سے

نہ واقف تھے انساں قضا اور جزا سے
نہ آگاہ تھے، مبدا و منتہا سے
لگائی تھی اک اک نے لو ماسوا سے
پڑے تھے بہت دور بندے خدا سے
یہ سنتے ہی تھرا گیا گلہ سارا
یہ راعی نے للکار کر جب پکارا

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق | زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق | اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم | اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم | اسی کی طلب میں مرو جب مرو تم

مبرّا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کی بڑائی

جو امت کو سب مل چکی حق کی نعمت | ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندوں کی حجت | نبیؐ نے کیا خلق سے قصد رحلت

تو اسلام کی وارث ایک قوم چھوڑی
کہ دنیا میں جس کی مثالیں ہیں تھوڑی

اپنے بحق رسولِ تہامی | ہر اک فرد انساں کا تھا جو کہ حامی
جسے دور و نزدیک تھے سب گرامی | برابر تھے کی و زنگی و شامی

شریروں کو ساتھ اپنے جس نے نباہا
بروں کا ہمیشہ بھلا جس نے چاہا

طفیل اس کا اور اس کی عترت کا یارب | پکڑ ہاتھ جلد اس کی امت کا یارب
اک ابر اس پہ بھیج اپنی رحمت کا یارب | غبار اس سے جو دھو دے ذلت کا یارب

کہ ملت کو ہے ننگ ہستی سے اس کے
ہوا پست اسلام پستی سے اس کے

امیر مینائیؒ

(متوفی سنہ ۱۹۰۰ء)

(۱)

قطرہ کے منہ سے نام جوان کا نکل گیا
بادل سے گر کے رونے ہوا پر سنبھل گیا

چمکا جمالِ پاک کا جلوہ جو مثلِ برق
خرمنِ گناہِ امتِ عاصی کا جل گیا

کیسی بلا جو نام لیا میں نے آپؐ کا
آیا پہاڑ بھی مرے آگے تو ٹل گیا

بے آب چاہ حکم نبیؐ سے ہوا پر آب
ایسا درخت خشک نے پایا تو پھل گیا

قائل ہوں میں تو اپنی طبیعت کا اے امیر
مضمونِ نعت میں بھی نہ لطفِ غزل گیا

(۲)

غمِ عشقِ نبیؐ سے گھر ترا آباد کرتے ہیں
نہ گھبرا اے دلِ ناشاد تجھ کو شاد کرتے ہیں

جلے جو سوئے بطحیٰ تو ان کے دامن سے جا چمٹے
ہم اس حسرت میں اپنی خاک کو برباد کرتے ہیں

کٹی ہے عمر ساری ہجر میں یارب وہ دن آئے
کوئی کہہ دے کہ چل سرکار تجھکو یاد کرتے ہیں

اِدھر عاشق پہ صدقے ادھر معشوق پر قرباں
خدا کے ساتھ محبوبِ خدا کو یاد کرتے ہیں

امیر اتنی حقیقت ہے ہماری نعت گوئی کی
ملا ہے مہرباں فریاد رس فریاد کرتے ہیں

(۳)

جب مدینے کا مسافر کوئی پا جاتا ہوں
حسرت آتی ہے یہ پہنچا میں رہا جاتا ہوں

دو قدم بھی نہیں چلنے کی ہے مجھ میں طاقت
شوق کھینچے لئے جاتا ہے میں کیا جاتا ہوں

قافلے والے چلے جاتے ہیں آگے آگے
مدد اے شوق کہ پیچھے میں رہا جاتا ہوں

اس لئے کہ غلطے روکنے والوں کو پتہ
محو کرتا ہوا نقشِ کفِ پا جاتا ہوں

فیضِ مولا سے ابھی صبر کی طاقت ہے امیرؔ
جو کڑی سامنے آتی ہے اٹھا جاتا ہوں

(۴۲)

خلق کے سرور شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم
مرسلِ داور خاص پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم

نورِ مجسم نیرِ اعظم سرورِ عالم مونسِ آدم
نوح کے ہمدم خضر کے رہبر صلی اللہ علیہ وسلم

فخرِ جہاں ہیں عرش مکاں ہیں شاہِ شہاں ہیں سیف زباں ہیں
سب پہ عیاں ہیں آپ کے جوہر صلی اللہ علیہ وسلم

بحرِ سخاوت کانِ مروت، آیۂ رحمت شافعِ امت
مالکِ جنت قاسمِ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم

مہر سے مملو ریشہ ریشہ، نعت امیرؔ اپنا ہے پیشہ
وردِ ہمیشہ دن بھر شب بھر صلی اللہ علیہ وسلم

محسنؔ کاکوروی

قصیدہ

منتخب نسخۂ وحدت کا یہ تھا روز ازل
کہ نہ احمدؐ کا ہے ثانی نہ احد کا اول

دور خورشید کی بھی حشر میں ہو جائیگی صبح
تا ابد دور محمدؐ کا ہے روز اول

شبِ اسریٰ میں تجلّی سے رخ انور کی
پڑ گئی گردنِ رفرف میں سنہری ہیکل

سجدۂ شکر میں ہے ناصیۂ عرش بریں
خاک سے پائے مقدس کی لگا کر صندل

فضیلت پہ تری مشتمل آثار و کتب
اولویت پہ تری متفق ادیان و ملل

لطف سے تیرے ہوئے شوکتِ ایماں محکم
قہر سے سلطنتِ کفر میں مستاصل

مبحث جاہ میں اعلیٰ کے ہیں معنی ادنیٰ
مصرفِ مجد میں اکثر کا مرادف ہے اقل

شانہ حضرت کا ہے تشدید ولا سر و الملل
صاد ما زاغ بصر سرمۂ چشم اکحل

جس طرف ہاتھ بڑھیں کفر کے ہٹ جائیں قدم
جس جگہ پاؤں رکھے سجدہ کریں لات و ہبل

تیری تشبیہ کا ہے آئینہ خانہ تنزیہ
شان بے رنگیِ مطلق ہے تجھے رنگِ محل

ہے حقیقت کو مجاز آپ کا حیرت کا مقام
بے نیازی کو نیاز آپ کا نازش کا محل

کیا جھکا کعبے کی جانب کو ہے قبلہ بادل
سجدے کرتا ہے سوئے یثرب و بطحا بادل

چھوڑ کر بتکدۂ ہند و صنم خانۂ برج
آج کعبے میں بچھا ہے مصلا بادل

سبزۂ چرخ کو اندھیاری لگا کر لایا
شہسوارِ عربی کے لئے کالا بادل

بحرِ امکاں میں رسولِ عربی درِ یتیم — رحمتِ خاصِ خداوند تعالیٰ بادل

قبلۂ اہلِ نظر کعبۂ ابروئے حضور — مو ہے سرِ قبلہ کو گھیرے ہوئے کالا بادل

رشک سے شعلۂ رخسار کے روتی ہے برق — برق کے منہ پہ ہے رکھے ہوئے پلّا بادل

دور پہنچی لبِ جاں بخش نبی کی شہرت — سن ذرا کہتے ہیں کیا حضرتِ عیسیٰ بادل

چشمِ انصاف سے دیکھ آپ کے دندان شریف — در یکتا ہے ترا گرچہ یگانا بادل

تھا بندھا تار فرشتوں کا درِ اقدس پر — شبِ معراج میں تھا عرشِ معلیٰ بادل

آمد و رفت میں تھا ہم قدم برقِ براق — مرغزارِ چمنِ عالمِ بالا بادل

ہفت اقلیم میں اس دین کا بجایا ڈنکا — تھا تری عامِ رسالت کا گرجتا بادل

دینِ اسلام تری تیغِ دو دم سے چمکا — یا اٹھا قبلے سے دیتا ہوا کاندھا بادل

آستانے کا ترے دہر میں وہ رتبہ ہے — کر جو نکلا تو جھکائے ہوئے کاندھا بادل

تو وہ فیاض ہے در پر ترے سائل کی طرح — فلکِ پیر کو لایا دیے کاندھا بادل

تیغ میدانِ شجاعت میں چمکتی بجلی — ہاتھ گلزارِ سخاوت میں گرجتا بادل

محسنؔ اب کیجیے گلزارِ مناجات کی سیر
کر اجابت کا چلا آتا ہے گرجتا بادل

سب سے اعلیٰ تری سرکار ہے سب سے افضل
میرے ایمانِ مفصل کا یہی ہے مجمل
ہے تمنا کہ رہے نعت سے تیری خالی
نہ مرا شعر نہ قطعہ نہ قصیدہ نہ غزل
دین و دنیا میں کسی کا نہ سہارا ہو مجھے
صرف تیرا ہو بھروسہ تری قوت ترا بل

روح سے میری کہیں پیار سے یوں عزرائیل
کہ مری جان مدینے کو جو چلتی ہے تو چل

دم مردن یہ اشارہ ہو شفاعت کا تری
فکر فردا کی نہ کر دیکھ لیا جائے گا کل

یاد آئینہ رخسار سے حیرت ہو مجھے
گوشۂ قبر نظر آئے مجھے شیش محل

میزباں بن کے نکیرین کہیں گھر ہے ترا
نہ اٹھانا کوئی تکلیف نہ ہونا بیکل

رخ انور کا ترے دھیان رہے بعد فنا
میرے ہمراہ چلے راہ عدم میں مشعل

صف محشر میں ترے ساتھ ہو تیرا مداح
ہاتھ میں ہو یہی مستانہ قصیدہ یہ غزل

کہیں جبریل اشارے سے کہ ہاں بسم اللہ
سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل

احمد کا غیب میں ہو رد شہادت میں تو احمد کا
ہے مشہود ایک ہی بیشک دو چشمی ہائے اشہد کا

بجوری لکھا آئینہ کی صورت لفظ اللہ کو
نہ آیا ہاتھ اچھا قافیہ جب کوئی احمد کا

یہ تھا منظور رفتہ رفتہ تکمیل شہادت ہو
خدا نے منتظر رکھا جو تیری آمد کا

کہ دست صنع گر فارغ ہوا مقصود اصلی سے
مقید پھر نہ ہو گا مطلق ایجاد مقید کا

ترے رشتے سے شکل شمع کی آتش سے گلباری
ہوا ہے تجھ سے روشن نام تیرے جد امجد کا

محاسب ہو شفاعت تیری جب دیوان محشر میں
صحیح آئے نہ میزاں میں سیاہہ فرد بد کا

کھنچی پہلے تری تصویر ازل میں دست قدرت سے
ہوا لفظ خدا سے اشتقاق اول ترے خد کا

محسن کاکوروی

مثنوی

چھپ تھا کدھر عالم پاک میں
میں تھا کب سے ساقی تری تاک میں

ترے نت پھر لڑکھڑانے لگے
وہی جھونکے غفلت کے آنے لگے

وہ مے دے جو ہو روح بخش انام
جو خود ہو حلال اور توبہ حرام

وہ مے جس کا میخانہ خلد بریں
وہ مے جو کہیں اور ملتی نہیں

ترے ابرو کی ہے محراب لازم طاق عرفاں کو
دیا اسلام کو دور کار ہے بازو ترے ید کا

تجمل کا ترے بالا ہی مراتب حد سے تا ماہی
ثریٰ سے تو ثریا تک اک گاؤتکیہ تیری مسند کا

الم معرفت تیرے دشمنوں کی غم گساری میں
خوشی کو کام ہے تیرے محبوں کی خوشامد کا

ستائش کیلئے تو واسطے تیرے ستائش ہے
کہ ہے مذکور قرآں میں ترے اوصاف بے حد کا

سوا تیرے کسی کی مدح کرنا جن کا شیوا ہے
یہ پیچ ہے وہ لئے پھرتے ہیں جھوٹا قفل ابجد کا

یہ خواہش ہے کہ دل میں عمر بھر تیری ہی ملاقی
نہ اٹھے بوجھ مجھ سے اہلِ دنیا کی خوشامد کا

چمک ہو درد کی دل میں خیالِ روئے تاباں سے
ستارہ اوج پر ہو جسم کے اوجِ مشید کا

کمند دل رہا ہے چھوٹے نہ تیری ڈور کا پھندا
جو ٹوٹے غم کا دھاگا طائرِ روحِ مقید کا

برنگ زر چڑھے سونا سرا میزانِ محشر میں
اٹھوں میں قبر سے مخمور تیری چشمِ اسود کا

فرشتے دیکھ کر مجھ کو کہیں دیوانِ محشر میں
جگہ خالی کرو مداح آتا ہے محمد کا

تلے اس نظم کا ہر حرف میزانِ قیامت میں
بطرزِ تازہ ہو وزن اپنے اشعار مجدد کا

ترے دربار میں ہر وقت رہنے کی اجازت ہو
مجھے سرکار سے خلعت ملے عیش و محامد کا

ترے عارض کو میں آئینۂ نورِ خدا سمجھوں
کہ فہم سرِ وحدت ہے الف ایمان کی ابجد کا

الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامہ کی
بڑھا معلوم ہو لفظِ احد میں میم احمد کا

مقابل مجھ سے کیا مردِ میدانِ سخن محسن
کہ جوہر ہے مری تیغِ زباں میں وصفِ احمد کا

وہ مے جس سے دوکان رضواں رہے
جسے لائے ساقی ہوئی حور عین
وہ مے جو بحکم پیمبر چلے
جو زنداں میں اپنے اسیروں کا حال
غم اندوز کنعان تم گشتگاں
شفیق جہاں احمد مجتبےٰ
گرا سجدے میں باکمال ادب
کیا شوق دل سے وہ پیارا سجود
ثنا اس صفت کی کہ مشتاق طاق
ہوئی ایسی خوبی سے التحمد ادا
مناجات وہ کی کہ روحی فدا
ہوا بحر مواج رحمت کا جوش
تامل نہ کر عرض مطلب میں تو
تو اس دن کا پہلے سے مامور ہے
سند پیش کر سوف یعطیک کی
ہوا تازہ باغ روان نبی
یہ حاصل کہ ہوں جنتی سب کے سب
نہ ساقی نہ میکش نہ قاتل کو دیکھ
کہاں ناتوانوں کو گرمی کی تاب
نہ دکھلا مجھے میرے رب غفور
مرے ساتھ کر محو ان کے گناہ
حساب ان کا نیکی ہی کی مد میں ہو
الٰہی ہوں تیرا گنہگار میں !!!

جسے بھیجیں رضواں بنے
یطاف علیہم بکاس معین
وہ مے جو لب حوض کوثر چلے
یہ دیکھا کہ تو یعقوب یوسف جمال
عزیز و شہ مصر کون و مکاں
شفیع الوریٰ خاتم الانبیاء
سپاس و ثنائے خدا زیر لب
کہ تھا ورد سبحان ربی درود
ثنائی ہے جس کا روا اشتیاق
کہ تعریف الف لام کرنے لگا
وہ توصیف بے حد کہ صل علےٰ
سخن ور پیدا ندا نہ موج خموش
کہ مصطفےٰ مجتبےٰ سب میں تو
رضا تیری خالق کو منظور ہے
فرشتے کی ہے مہر جس پر لگی
زباں پر رواں امتی امتی
بغیر عمل بے عوض بے سبب
تو اپنے کرم سے مرے دل کو دیکھ
انھیں بخش دے کر کے ڈیوڑھا حساب.
میں ہوں پاس تیرے وہ ہوں جب دور
ہو جنت غریبوں کی آرام گاہ
جو ان کی بدی ہے مری بد میں ہو
شفاعت سے اپنا طلب گار میں

ہوا حکم ناطق کہ اے درد مند
ہے رحمت کو تیری شفاعت پسند

بہ لطفِ خداوندِ ارض و سما
کہ اک نوع کے مجرموں کو رہا

یہی عفو تعزیر کی حد رہے
رہائی ہو لیکن اسی قید سے

اٹھے آپ بخشش کی لے کر برات
دی اک قسم کے عاصیوں کو نجات

جھکے پھر کئی بار پیشِ خدا
کئے یوں ہی پیہم سجود و دعا

یہاں تک کہ پوری تمنا ہوئی
نہ باقی رہی جنس بھی نوع کی

مولانا احمد رضا خاں بریلوی

(۱)

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

فیض ہے یا شہ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

اغنیا پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیا چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا

فرش والے تری عظمت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

آسماں خوان، زمیں خوان، زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں میں چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

(۲)

سر تا بقدم ہے تن سلطان زمن پھول
لب پھول، دہن پھول، ذقن پھول، بدن پھول

واللہ جو مل جائے مرے گل کو پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

دل بستہ و خوں گشتہ نہ خوشبو نہ لطافت
کیوں غنچہ کہوں ہے مرے آقا کا دہن پھول

دندان و لب و زلف و رخ شہ کے فدائی
ہیں در عدن، لعل یمن، مشک ختن پھول

دل اپنا بھی شیدائی ہے اس ناخن پا کا
اتنا بھی مہ نو پہ نہ اے چرخ کہن پھول

دل کھول کے خوں رو لے غم عارض شہ میں
نکلے تو کہیں حسرت خوں نابہ شدن پھول

کیا غازہ ملا گردِ مدینہ کا جو ہے آج
نکھرے ہوئے جوبن میں قیامت کی پھبن پھول

گرمیِ قیامت ہے کہ کانٹے ہیں زباں پر
بلبل کو بھی اے ساقیِ صہبا و لبن پھول

ہے کون کہ گریہ کرے یا فاتحہ کو آئے
بیکس کے اٹھائے تری رحمت کے بھرن پھول

دل! غم تجھے گھیرے ہیں خدا تجھ کو وہ چمکائے
سورج ترے خرمن کو بنے تیرے کرن پھول

کیا بات رضاؔ اس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

(۳)

پیشِ حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

دل نکل جانے کی جا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ
ہم سے پیاسوں کے لئے دریا بہاتے جائیں گے

کشتگانِ گرمیِ محشر کو وہ جانِ مسیح
آج دامن کی ہوا دے کر جلاتے جائیں گے

کچھ خبر بھی ہے فقیرو! آج وہ دن ہے کہ وہ
نعمتِ خلد اپنے صدقے میں لٹاتے جائیں گے

خاک افتادو بس ان کے آنے ہی کی دیر ہے
خود وہ گر کر سجدے میں تم کو اٹھاتے جائیں گے

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامنِ محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف
خرمنِ عصیاں پہ اب بجلی گراتے جائیں گے

آنکھ کھولو غمزدو دیکھو وہ گریاں آئے ہیں
لوحِ دل سے نقشِ غم کو اب مٹاتے جائیں گے

سوختہ جانوں پہ وہ پُر جوشِ رحمت آئے ہیں
آبِ کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے

پائے کوباں پل سے گزریں گے تری آواز پر
ربِّ سلِّم کی صدا پر وجد لاتے جائیں گے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر انکا سناتے جائیں گے

(۴)

وہ کمالِ حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں وہ کرم کہ سب سے قریب ہیں
کوئی کہدو یاس و امید سے وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں

وہی نورِ حق وہی ظلِ رب انھیں سے ہے سب انھیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

کروں مدح اہلِ دُوَل رضاؔ پڑے اِس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارۂ ناں نہیں

(۵)

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو! جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

آنکھ سے کاجل صاف چرا لیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

سونا پاس ہے سونا بن ہے سونا زہر ہے اٹھ پیارے
تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے، تیری مت ہی نرالی ہے

آنکھیں مَلنا جھنجھلا پڑنا لاکھوں جمائی انگڑائی
نام پر اٹھنے کے لڑتا ہے اٹھنا بھی کچھ گالی ہے

پاؤں پھسلا اور ٹھوکر کھائی کچھ سنبھلا پھر اوندھے منہ
مینھ نے پھسلن کردی ہے اور دُھر تک کھائی نالی ہے

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

مولیٰ تیرے عفو و کرم ہوں میرے گواہ صفائی کے
ورنہ رضاؔ سے چور پہ تیری ڈگری تو اقبالی ہے

(۶)

ہمارے دردِ جگر کی کوئی دوا نہ کرے
کمی ہو عشقِ نبی میں کبھی خدا نہ کرے

رخِ نبی سے ہے کچھ لاف بندگی گل کو
خدا کسی کو بس اتنا بھی ناسزا نہ کرے

اشارہ کردیں اگر وہ کمانِ ابرو کا
ہمارا تیرِ دعا پھر کبھی خطا نہ کرے

قدِ نبی کے سوا کچھ ہمیں نہیں بھاتا
ہمارے آگے کوئی ذکر سرو کا نہ کرے

ہمارے دیکھے ہوئے ہیں مدینے کے ذرّے
ستارہ و مہر کو اب دعوئ ضیا نہ کرے

یہ زخمِ دل روشِ گل بنائیں گے اک روز
خدا کے واسطے ان کو کوئی سیا نہ کرے

رضا کے نامۂ سیاہ کا کہاں ٹھکانہ ہے
شفاعت اس کی جو محشر میں مصطفےٰ نہ کرے

(۷)

لحد میں عشقِ رخِ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

ترے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

جناں بنے گی محبانِ چار یار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے

حضورِ طیبہ سے بھی کوئی کام بڑھ کر ہے
کہ جھوٹے حیلہ و مکرِ فراغ لے کے چلے

تمہارے وصفِ جمال و کمال میں جبریل
محال ہے کہ مجال و مساغ لے کے چلے

رضا کسی سگِ طیبہ کے پاؤں بھی چومے
تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے

احمد رضا خاں بریلوی

قصیدہ

تاریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا
تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجا نور کا

جو گدا دیکھو لیے جاتا ہے توڑا نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

بھیک لے سرکار سے لا جلد کاسہ نور کا
ماہ نو طیبہ میں بٹتا ہے مہینہ نور کا

دیکھ ان کے ہوتے نازیبا ہے دعویٰ نور کا
مہر لکھ دے یاں کے ذروں کو مچلکا نور کا

یاں بھی داغ سجدۂ طیبہ ہے تمغا نور کا
اے قمر کیا تیرے ہی ماتھے ہے ٹیکا نور کا

انجمن والے ہیں انجم بزم حلقہ نور کا
چاند پر تاروں کے جھرمٹ سے ہے ہالہ نور کا

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

تم مقابل تھے تو پہروں چاند بڑھتا نور کا
تم سے چھٹ کر منہ نکل آیا ذرا سا نور کا

قبر انور کہیے یا قصر معلیٰ نور کا
چرخ اطلس یا کوئی سادہ سا قبہ نور کا

آنکھ مل سکتی نہیں در پر ہے پہرا نور کا
تاب ہے بے حکم پر مارے پرندہ نور کا

نزع میں لوٹے گا خاک در پہ شیدا نور کا
مر کے اوڑھے گی عروس جاں دوپٹا نور کا

تاب مہر حشر سے چونکے نہ کشتہ نور کا
بوندیاں رحمت کی دینے آئیں چھینٹا نور کا

انبیاء اجزا ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا
اس علاقے سے ہے ان پر نام سچا نور کا

یہ جو مہر و مہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

سرمگیں آنکھیں حریم حق کے وہ مشکیں غزال
ہے فضائے لامکاں تک جن کا رمنا نور کا

تاب حسن گرم سے کھل جائیں گے دل کے کنول
نو بہاریں لائے گا گرمی کا جھلکا نور کا

ذرے مہر قدس تک تیرے توسط سے گئے
حد اوسط نے کیا صغریٰ کو کبریٰ نور کا

سبزہ گردوں جھکا تھا بہر پابوس براق
پھر نہ سیدھا ہو سکا کھایا وہ کوڑا نور کا

تابِ مہر سے چوندھیا کر چاند انھیں قدموں پھرا
ہنس کے بجلی نے کہا دیکھا چھلاوا نور کا

دیدِ نقشِ سُم کو نکلی سات پردوں سے نگاہ
پتلیاں بولیں چلو آیا تماشا نور کا

عکسِ سُم نے چاند سورج کو لگائے چار چاند
پڑ گیا سیم و زرِ گردوں پہ سکہ نور کا

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

صاف شکلِ پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں
خطِ توام میں لکھا ہے یہ دو ورقہ نور کا

کٓ گیسو ہ دہن ی ابرو آنکھیں ع ص
کہٰیٰعص ان کا چہرہ نور کا

اے رضا یہ احمدِ نوری کا فیضِ نور ہے
ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

قصیدہ در تہنیت شادی اسریٰ

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کیلئے تھے

بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
ملک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھیں دھومیں
اُدھر سے انوار ہنستے آتے اِدھر سے نفحات اٹھ رہے تھے

یہ چھوٹ پڑتی تھی انکے رخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے

نئی دلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

نظر میں دولہا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلی ذاتِ بحت کے تھے

وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچہ و گل کا فرق اٹھایا
گرہ میں کلیوں کی باغ پھولے گلوں کے تکمے لگے ہوئے تھے

محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوط واصل
کمانیں حیرت سے سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے

زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
بھنور کو یہ ضعفِ تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملتے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

کمانِ امکاں کے جھوٹے نقطو تم اول آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

اِدھر سے تھیں نذرِ شہ نمازیں اُدھر سے انعامِ خسروی میں
سلام و رحمت کے ہار گندھ کر گلوئے پر نور میں پڑے تھے

زبان کو انتظارِ گفتن تو گوش کو حسرتِ شنیدن
یہاں جو کہنا تھا کہہ لیا تھا جو بات سننی تھی سن چکے تھے

وہ برجِ بطحا کا ماہ پارہ بہشت کی سیر کو سدھارا
چمک پہ تھا خلد کا ستارہ کہ اس قمر کے قدم گئے تھے

سُرورِ مَقدم کی روشنی تھی کہ تابشوں سے مہِ عرب کی
جناں کے گلشن تھے جھاڑ فرشی جو پھول تھے سب کنول بنے تھے

طرب کی نازش کہ ہاں لچکیے ادب وہ بندش کہ ہل نہ سکیے
یہ جوشِ ضدین تھا کہ پودے کشاکشِ ارہ کے تلے تھے

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروروں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آلیے تھے

نبیِ رحمت شفیعِ امت رضا پہ للہ ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

بیدم وارثی

(۱)

عدم سے لائی ہے ہستی میں آرزوئے رسول
کہاں کہاں لیے پھرتی ہے جستجوئے رسول

خوشا وہ دل کہ جس میں ہے آرزوئے رسول
زہے وہ آنکھ کہ جس کو ہے جستجوئے رسول

تلاشِ نقشِ کفِ پائے مصطفےٰ کی قسم
چنے ہیں آنکھوں سے ذراتِ خاکِ کوئے رسول

شگفتہ گلشنِ زہرا کا ہر گلِ تر ہے
کسی میں رنگِ علی اور کسی میں بوئے رسول

عجب تماشا ہو میدانِ حشر میں بیدم
کہ سب ہوں پیشِ خدا اور میں روبروئے رسول

(۲)

آئی نسیم کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کھنچنے لگا دل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کعبہ ہمارا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مصحفِ ایماں روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نام اسی کا بابِ کرم ہے دیکھو یہی محرابِ حرم ہے
دیکھو خمِ ابروئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہم سب کا رخ سوئے کعبہ سوئے محمد روئے کعبہ
کعبہ کا کعبہ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بھینی بھینی خوشبو مہکی بیدم دل کی دنیا مہکی
کھل گئے جب گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(۳)

قبلہ و کعبۂ ایمان رسولِ عربی
دو جہاں آپ پہ قربان رسولِ عربی

چاند ہو تم تو رسولانِ سلف تارے ہیں
سب نبی دل ہیں تو تم جان رسولِ عربی

کس کی شکل میں تری ذات نہ آڑے آئی
تیرا کس پہ نہیں احسان رسولِ عربی

کوئی بہتر ہے تو بہتر سے بھی بہتر تو ہے
سب سے اعلیٰ ہے تری شان رسولِ عربی

مجمعِ حشر میں اس شان سے آئے بیدمؔ
ہاتھ میں ہو ترا دامان رسولِ عربی

(۴)

میرا دل اور مری جان مدینے والے
تجھ پہ سو جان سے قربان مدینے والے

بھر دے بھر دے مرے آقا مری جھولی بھر دے
اب نہ رکھ بے سر و سامان مدینے والے

پھر تمنائے زیارت نے کیا دل بے چین
پھر مدینے کا ہے ارمان مدینے والے

تیرا در چھوڑ کے جاؤں تو کہاں جاؤں میں
میرے آقا مرے سلطان مدینے والے

سگِ طیبہ مجھے سب کہہ کے پکاریں بیدمؔ
یہی رکھیں مری پہچان مدینے والے

(۵)

رہا جو مدتوں تاجِ سرِ عرشِ بریں ہو کر
وہی چمکا عرب میں نورِ رب العالمیں ہو کر

محمد سر سے پا تک مظہرِ حسنِ الٰہی ہیں
کہ آئے دہر میں تصویرِ صورت آفریں ہو کر

محمد سب سے پہلے ہم گنہگاروں کو پوچھیں گے
ہمیں کب بھول سکتے ہیں شفیع المذنبیں ہو کر

ہمارا کچھ نہ ہونا لاکھ ہونے کے برابر ہے
چلے دنیا سے ہم شیدائے ختم المرسلیں ہو کر

ہمارے سر پہ بیدمؔ ظلِ دامانِ محمد ہے
تو کیا کرے گا پھر خورشیدِ محشر خشمگیں ہو کر

حفیظ جالندھری

مقصد بعثت

وہ مقصد جس کی خاطر آپ اس دنیا میں آئے تھے
وہ قرآں جس کو انسانوں کی خاطر آپ لائے تھے

وہ پیغام محبت وہ نجات اولادِ آدم کی
زمینِ صدق پر رکھنا، نئی بنیاد عالم کی

اب اس کا وقت آپہنچا تھا اب وہ کام ہونا تھا
زمیں تیار کرکے نخلِ حق کا بیج بونا تھا

اندھیرا چھا چکا تھا کفر کا دنیائے ہستی پر
زبردستی تسلّط پا چکی تھی زیر دستی پر

الستی میکشوں سے ہو چکا تھا میکدہ خالی
کہ دنیا ہو گئی تھی مادۂ غفلت کی متوالی

کوئی گوشہ نہ ملتا تھا جہاں مظلوم اماں پائیں
کوئی سنتا نہ تھا ان کی یہ بے چارے کہاں جائیں

کوئی شفقت نہ کرتا تھا یتیموں پر غلاموں پر
یہ مرجاتے تھے بھوکے اور وہ بک جاتے تھے داموں پر

ضعیفوں، بیواؤں کو روٹی بھی نہ ملتی تھی
غضب ہے مزد مزدوروں کو کھوٹی بھی نہ ملتی تھی

ستم سے تنگ آکر خودکشی کرلی شریفوں نے
دعا کو دستِ رعشہ دار اٹھائے تھے ضعیفوں نے

اقراء

اٹھا غارِ حرا سے ابرِ رحمت شانِ حق لے کر
لبِ اقراء باسمِ ربک الذی خلق لے کر

سنایا آکے اہلِ بیت کو مژدہ رسالت کا
انھیں ایمان پہلے ہی سے تھا حق و صداقت کا

کہا اس خالقِ ہستی کے جلوے پر رہو شیدا
اسی کا نام لینا چاہیئے جس نے کیا پیدا

وہ جس نے گوشت کے اک لوتھڑے کو زندگی بخشی
بنائی شکلِ انساں اور ایسی برتری بخشی

ذریعے سے قلم کے جس نے دی تعلیم انساں کو
اسے وہ کچھ سکھایا جو نہ آسکتا تھا ناداں کو

خدیجہؓ اور علیؑ ابنِ ابی طالبؓ ہوئے مومن
ابھی شیرِ خدا دس سال کے بچے ہی تھے کمسن

جنابِ زیدؓ جو اک بندۂ آزاد کردہ تھے
علیؓ کے بعد وہ بھی دامنِ اسلام میں آئے

ابوبکرؓ آئے ان کو بھی یہی پیغام پہونچایا
خدا کے دین کی تلقین کی اسلام پہونچایا

کہا مجھ کو مرے رب نے نبوت دے کے بھیجا ہے
ہدایت دے کے بھیجا ہے، شریعت دے کے بھیجا ہے

میں آیا ہوں کہ بندوں کو خدا کے در پہ لے جاؤں
نجاتِ دنیوی و اخروی کی راہ دکھلاؤں

کہا بوبکرؓ نے "سرکار! اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا
مرے مالک مرے مختار! اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا

مرے ماں باپ آل اولاد قرباں اس شریعت پر
محمدؐ کے خدا پر، اور محمدؐ کی رسالت پر

یہ کہہ کر جھک گئے بوبکرؓ چومے ہاتھ حضرت کے
لگے پھر خدمتِ تبلیغ کرنے ساتھ حضرت کے

یہ وہ ایمان تھا جس کا خدا نے ذکر فرمایا
یہ وہ انسان تھا جس نے لقب صدیق کا پایا

پہاڑی کا وعظ

چڑھا کوہِ صفا پہ ایک دن اسلام کا ہادی
نظر کے سامنے تھی پستیِ انساں کی آبادی

صدا دی اے قریشی عورتو! مردو ادھر آؤ
یہ اپنے کام دھندے آج تہہ کر دو ادھر آؤ

مثالِ رعد ہادی کی صدا گونجی ہواؤں میں
زمیں سے آسماں تک غلغلہ اٹھا فضاؤں میں

یہ کڑکا سن کے خلقت گھر سے نکلی اس طرف آئی
بڑھی، انبوہ در انبوہ دوڑی صف بصف آئی

اکٹھے ہو گئے آ کر جوان و پیر و مرد و زن
بنی آدم کا جنگل بن گیا اس کوہ کا دامن

خطاب ان سے پیمبر نے کیا اللہ کے بندو!
خلیل اللہ کے پوتو! ذبیح اللہ کے فرزندو!
کھڑا ہوں میں تمہارے سامنے اس کوہ کے سر پر
دو جانب مجھ پہ روشن ہے یہاں اچھا برا منظر

اگر میں تم سے کہہ دوں کہ اس کہسار کے پیچھے
پہاڑوں کی بلندی اور آہنی دیوار کے پیچھے
چھپی ہے رہزنوں کی فوج تم پر وار کرنے کو
گھروں کے لوٹنے کو، شہر کے مسمار کرنے کو

یہ کہہ دوں میں اگر تم سے تو کیا تم مان جاؤ گے؟
یقیں آجائے گا کیا مجھ پہ کوئی شک نہ لاؤ گے؟
کہا لوگوں نے ہاں! سچا ہے تو یہ جانتے ہیں سب
تو بچپن ہی سے صادق ہے "امیں" مانتے ہیں سب

بھلا اس قول پہ کیسے یقیں ہم کو نہ آئے گا
بلا چون و چرا مانیں گے کوئی شک نہ لائے گا
یہ سن کر پھر بلند آواز سے سچا نبیؐ بولا!
اسی انداز سے قرآنِ ناطق نے دہن کھولا!

کہ اے لوگو! مرا کہنا نہایت غور سے سن لو
میں کہتا ہوں کہ باز آجاؤ ظلم و جور سے سن لو
بہائم کی صفت چھوڑو، ذرا انسان بن جاؤ
برے اعمال سے توبہ کرو، شرماؤ شرماؤ

فواحش اور زناکاری مٹادو نیک ہو جاؤ
خدا کو ایک مانو اور تم بھی ایک ہو جاؤ

یغوث و لات و عزیٰ کچھ نہیں بے جان پتھر ہیں
جنھیں تم پوجتے ہو، وہ تو خود تم سے بھی کمتر ہیں
وہی خالق وہی سچا خدا، معبود ہے سب کا
وہی مطلوب ہے سب کا، وہی مسجود ہے سب کا

بتوں کی بندگی کے دام سے آزاد ہو جاؤ
خدا کے دامنِ توحید میں آباد ہو جاؤ
پھنسا رکھا ہے شیطاں نے تمہیں باطل کے پھندے میں
نہ رکھا فرق تم نے کچھ خدا میں اور بندوں میں

تمہارے واسطے میں دولتِ اسلام لایا ہوں
جو ابراہیمؑ لائے تھے وہی پیغام لایا ہوں
خدائے واحد و قہار پر ایمان لے آؤ
جہاں کے مالک و مختار پر ایمان لے آؤ

جہالت چھوڑ دو قرآن پر ایمان لے آؤ
بتوں کو توڑ دو رحمٰن پر ایمان لے آؤ
اگر ایمان لے آؤ تو بچ جاؤ گے اے لوگو!
فلاحِ دنیوی و اخروی پاؤ گے اے لوگو!

نہ مانو گے تو بربادی کا بادل چھانے والا ہے
برا وقت آنے والا ہے، برا وقت آنے والا ہے

گرمیِ جنگ اور ساقیِ کوثر

غضب کی آگ تھی خونِ انسانی میں طغیانی
کسی جانب نظر آتا نہ تھا میدان میں پانی

ہوئے تھے اسلحہ کفار کے تپ تپ کے انگارے
نکل آئی تھیں موہنوں سے زبانیں پیاس کے مارے

مزاجِ کائنات اس وقت محوِ شعلہ باری تھا
مگر ہاں رحمۃ اللعالمینؐ کا فیض جاری تھا

وہی اک حوض تھا اس وقت ان لوگوں کی قسمت کا
مسلمانوں نے جس کو بھر لیا تھا آبِ رحمت سے

مروّت پوچھتی تھی نام مومن کا نہ کافر کا
کہ پینے دو یہ اذنِ عام تھا ساقیِ کوثر کا

مگر کفار اس پر بھی دکھاتے تھے زبردستی
چڑھی تھی خود فراموشوں کو جامِ مرگ کی مستی

کہ ظالم پی چکے پانی تو پھر سر پھوڑنے دوڑے
تبرلے لے کے پلٹے، حوض ہی کو توڑنے دوڑے

نظر آیا جو احسان ناشناسی کا یہ نظارا
مسلمانوں نے بڑھ کر ان کو روکا اور للکارا

قریبِ حوض آ کر بڑھ گئی شدت لڑائی کی
بڑھا دی آب نے کچھ اور ہی حدت لڑائی کی

پڑا گھمسان کا رن خون کی ندی ہوئی جاری
بالآخر حوض کے آگے سے پیچھے ہٹ گئے ناری

بہزاد لکھنوی

(۱)

اے دل کی لگی بڑھ اور ذرا اتنا تو قرینہ آجائے
جب چاہوں تصور میں میرے دربارِ مدینہ آجائے

یا شاہِ امم یا ختمِ رسل طوفانِ بلا نے گھیرا ہے
تم چاہو تو فوراً امت کا ساحل پہ سفینہ آجائے

یہ آپ کے نامِ نامی کا اعجاز ہے گر ہم ورد کریں
ہو کفر کا دل پارہ پارہ ظلمت کو پسینہ آجائے

جس وقت کہ ہو ذکرِ شہِ دیں جب ستِ وفا ہو دل کی نبیں
آنکھوں میں لٹانے کو یارب اشکوں کا خزانہ آجائے

جب تک بھی جیوں میں فخر کروں معراج ملے یہ مجھ کو
بہزاد نظر گر خواب میں وہ جانانِ مدینہ آجائے

(۲)

نہ مجھے فنا کی تلاش ہے نہ مجھے بقا کی تلاش ہے
درِ مصطفےٰ کی ہے آرزو درِ مصطفےٰ کی تلاش ہے

وہ جو وجہِ حسن و نمود ہے وہ جو جانِ کشف و کشود ہے
جو حبیبِ ربِ وَدُود ہے اسی پُر ادا کی تلاش ہے

وہ جو انبیاء کا ہے پیشوا وہ جو اولیاء کا ہے مدعا
وہ جو راہِ حق کا ہے رہنما اسی رہنما کی تلاش ہے

کہاں سر مرا کہاں وہ زمیں، کہاں وہ زمیں کہاں یہ جبیں
مری ابتداء کو تو دیکھئے اسے انتہا کی تلاش ہے

یہ وہ راز ہے جو نہاں بھی ہے یہ وہ راز ہے جو عیاں بھی ہے
جسے مصطفیٰ کی تلاش ہے اسی کو خدا کی تلاش ہے

(۳)

مدینے کی حسرت نہ جائے الٰہی ۔۔۔ مدینہ یونہی یاد آئے الٰہی
رہے کچھ نہ باقی بجز یادِ طیبہ ۔۔۔ جہاں کو یہ دل بھول جائے الٰہی
رہوں صرف سرگرمِ نعتِ پیمبرؐ ۔۔۔ زباں پر نہ کچھ اور آئے الٰہی
مئے عشقِ احمد سے سرشار ہوں میں ۔۔۔ مری بیخودی یہ نہ جائے الٰہی

زباں ہی سے بہزاد کے نعت نکلے
بدل جائے یہ جو سنائے الٰہی

(۴)

مدینہ بہت یاد آنے لگا ہے ۔۔۔ مقدر مرا جگمگانے لگا ہے
میں جیسے ہوں استادہ جالی کے آگے ۔۔۔ تصور یہ منظر دکھانے لگا ہے

تصور میں رہتا ہے جب سے مدینہ | نگاہوں کو اک لطف آنے لگا ہے
ہر اک لحظہ اک کیف ملتا ہے دل کو | ہر اک لمحہ بے خود بنانے لگا ہے

ہے بہزادِ ناکارۂ دہر لیکن
صلہ ان کی رحمت سے پانے لگا ہے

(٥)

اے کیفِ تصور ٹھہر ذرا دربارِ مدینہ دیکھ تو لوں
وہ رشکِ ارم وہ رشکِ جہاں گلزارِ مدینہ دیکھ تو لوں

جالی کے قریں جا کر مجھ کو پڑھنے دے درود و نعتِ نبیؐ
کس حجرے میں ہیں آرام کناں سرکارِ مدینہ دیکھ تو لوں

رحمت کی فضاؤں میں دم بھر آرام مجھے کر لینے دے
کس واسطے ساری دنیا ہے سرشارِ مدینہ دیکھ تو لوں

مدت کی نگاہیں ترسی ہیں دل ترسا ہے جاں ترسی ہے
گلہائے مدینہ دیکھ تو لوں اشجارِ مدینہ دیکھ تو لوں

روضے کے مقابل دل تھامے بہزادِ حزیں سرمستِ ولا
کس کیف میں آ کر پڑھتا ہے اشعارِ مدینہ دیکھ تو لوں

کوثر جائسی

(۱)

دم ٹوٹ گیا کفر کی تاریک شبی کا | چمکا جو کلس گنبدِ ایوانِ نبیؐ کا
کس طرح پکاروں انھیں اے عشق تبادے | پہلو نہ نکل آئے کوئی بے ادبی کا
زور اپنا دکھاتی رہے الحاد کی آندھی | پرچم یونہی لہرائے گا معراجِ نبیؐ کا
چڑھتا ہوا سورج ہے مری نعت کا مطلع | منہ کیوں نہ دھواں ہو قمرِ بولہبی کا

کوثر کوئی عاشق ہے تو جاں باز بھی ہوگا
جوہر ہے یہی عشقِ رسولِ عربیؐ کا

(۲)

معراج ہے معیارِ سفر نام سے ان کے | کھولے گئے افلاک کے در نام سے ان کے
اللہ کی رحمت کا تقاضہ بھی یہی ہے | ملتا ہے دعاؤں کو اثر نام سے ان کے
تصدیقِ رسالت ہی سے بنتا ہے مسلماں | آباد ہے ایماں کا گھر نام سے ان کے

کوثر مرے اشعار میں کیا حسنِ سخن ہے
یہ بے ہنری بھی ہے ہنر نام سے ان کے

(۳)

نہ بے پئے رہے ہر وقت کیوں سرور مجھے | عطائے ساقیِ کوثر پہ ہے غرور مجھے
خیالِ روئے محمدؐ عجیب وادی ہے | قدم قدم پہ ملے ہیں ہزار طور مجھے
عجب نہیں کہ بدل دے خدا مقدر کو | نگاہِ لطف سے دیکھیں اگر حضورؐ مجھے
مجال کیا غمِ دوراں کی اب جو چھو بھی سکے | نبی کی یاد لئے جا رہی ہے دور مجھے

بہت ستاتی ہے جب غم کی شام اے کوثر
پکارتی ہے مدینے سے موجِ نور مجھے

(۴)

خدا کی شان کے مظہر محمدؐ عربی
محیطِ کن کے شناور محمدؐ عربی
تمام خلق سے برتر محمدؐ عربی
سلامِ عشق کے محور محمدؐ عربی
جہانِ امن و مساوات کے منارِ عظیم
ملاذِ اسود و احمر محمدؐ عربی
کمالِ پیکرِ خاکی کی ارتقاء کے لئے
بنے بشر کا مقدر محمدؐ عربی
جمالِ گنبدِ خضرا پہ شاعری قرباں
مہِ تصورِ کوثر محمدؐ عربی

(۵)

فروغِ عارضِ خیر البشر کی بات کرو
بہت ہے رات کہ نورِ سحر کی بات کرو
بتاؤ طاقتِ انگشتِ مصطفےٰ کیا تھی
نظامِ چرخ و شگافِ قمر کی بات کرو
مجھے دماغ نہیں ذکرِ میر و سلطاں کا
جو نازِ فقر تھا اس تاجور کی بات کرو
کبھی حقیقتِ معراج پر نظر ڈالو
کبھی بلندیِ ذوقِ سفر کی بات کرو
جنوں نواز سے ہے کوثر بلال کی روداد
اس انجمن میں اسی آشفتہ سر کی بات کرو

ماہرالقادری

صبح کاذب کے دھندلکے میں اجالے کی نمود | بارک اللہ! فرشتوں کی زبانوں پہ درود
صحن کعبہ میں وہ مسکرانہ نعمت کے سجود | کرم خاص کے انوار وہ رحمت کا ورود

ورقِ دہر پہ "والنور" کی تحریریں تھیں
ہر طرف سورہ "والفجر" کی تنویریں تھیں

مرحبا کہتے ہوئے نرم شگوفے چٹکے | خود بخود چھیڑنے لگے ساز کے نازک پردے
بلبل و قمری و طاؤس کے شیریں لہجے | خیر مقدم کے ترانے وہ خوشی کے نغمے

ناز فرماتی ہوئی بادِ بہاری آئی
خاتمِ دورِ نبوت کی سواری آئی

کس قدر شوخ ہے رخشندہ و خوش تاب کرن | جگمگاتے ہوئے سب دشت و چمن کوہ و دمن
مطلعِ فجر کا اللہ رے! بے ساختہ پن | دل بھی بیدار ہوا فکر و نظر بھی روشن

منتظر سب تھے اسی صبح سعادت کے لئے
آنکھیں بے خواب تھیں انوارِ رسالت کے لئے

ارض بے کشت و زراعت کی دلآویز پھبن | جس کے اونٹوں پہ نچھاور ہوں غزالانِ ختن
جس کے ذروں پہ ہوں قربان بدخشان و عدن | جس کے کانٹوں پہ فدا لالہ و گل سرو سمن

جلوۂ لوح و قلم غارِ حرا تک پہنچا
یک بہ یک ذہنِ بشر وحیِ خدا تک پہنچا

صبح کی طرح نمودار ہوا دینِ مبیں | بے یقینی کے اندھیرے کو ملا نورِ یقیں
شرک کے پاؤں کے نیچے نہ ٹھہرتی تھی زمیں | خاک میں مل کے رہا کفر کا ناز و تمکیں

بت پرستوں کے لئے ذلت و رسوائی تھی
لات و عزیٰ پہ قیامت کی گھڑی آئی تھی

کس قرینے سے ہوئی محفلِ ہستی آباد | نہ کوئی نقش بدی کا نہ کہیں شر و فساد
خیر و حکمت کے طریقوں کا وہ حسنِ ایجاد | عمل و قول کی سچائی پہ رکھ دی بنیاد

علم و دانش کا ہر اک نقش ابھرتا دیکھا
رنگ تہذیب و تمدن کا نکھرتا دیکھا

صنفِ نازک کو اڑھائے گئے جلباب و خمار | عصمتِ زن کی حفاظت کے یہ پاکیزہ حصار
سود خواری کی تو بنیاد ہی کر دی مسمار | جرم ٹھہرائے گئے رقص و غنا خمر و قمار

رنگ تقدیس دیا باغ کے ہر خوشے کو
روشنی ملنے لگی زیست کے ہر گوشے کو

ہر برائی کو دیا دیس نکالا جس نے | ڈگمگائے ہوئے انساں کو سنبھالا جس نے
آدمیت کو نئے طرز پہ ڈھالا جس نے | کر دیا مشرق و مغرب میں اجالا جس نے

اسی انسان کو محبوبِ خدا کہتے ہیں
نام سنتے ہیں تو سب صلِ علیٰ کہتے ہیں

مدح خواں جس کے رہے حضرتِ داؤدؑ و کلیمؑ | جس کی آمد کی دعا اور لبِ ابراہیمؑ
نام قرآن میں ہیں جس کے رؤف اور رحیم | جس کی سیرت کو ملا معجزۂ خلقِ عظیم

کچھ نہیں دین و یقیں جس کی محبت کے بغیر
جرم ہیں قول و عمل جس کی اطاعت کے بغیر

ہزار شکر کہ لب پہ ہے اس کا ذکر جمیل — وہ جس کے نور سے روشن ہے عرش کی قندیل
سحر ہے جس کے وجود خدا نما کی دلیل — ہے لوحِ فکر پہ جس ابتدا کا نام خلیل

اس انتہا کو محمدؐ کا نور کہتے ہیں
اسی کو عشق اسی کو شعور کہتے ہیں

وہ مصطفٰے وہ محمدؐ وہ روشنی وہ جمال — وہ آگہی کا تصور وہ زندگی کا خیال
شعاعِ فہم و بصیرت متاعِ علم و کمال — وہ آفتابِ رسالت نہیں ہے جسکو زوال

جمالِ رحمتِ یزداں اسی کو کہتے ہیں
بشر کی شکل میں قرآں اسی کو کہتے ہیں

بنائے خلقتِ عالم ہے وہ رسولِ انام — جمالِ عشق ہے اس کے شعور کا احرام
اسی کے نطق سے جاری ہوا خدا کا کلام — جو لفظ مس ہوا اس لب سے بن گیا الہام

بشر وہ ایسا کہ اس جیسا دوسرا بھی نہیں
خدا نہیں ہے خدا سے مگر جدا بھی نہیں

وہ جس کے خواب پہ بیداریاں نچھاور ہوں — وہ جس کے رت جگے مسجودِ ماہ و اختر ہوں
سکوت وہ کہ صدائیں نثار جس پر ہوں — کلام ایسا کہ حرف و بیاں منور ہوں

خرام ایسا کہ خوشبو درود پڑھنے لگے
تغیرات کا خطبہ جمود پڑھنے لگے

اس کے لئے خدا کا عجب انتظام ہے
سایہ زمیں سے مس نہ ہو یہ اہتمام ہے
قرآن اس کا نطق خموشی کلام ہے
اسلام اس کے حرف صداقت کا نام ہے

یہ نام گر نہ ہو تو رہے کیا حیات میں
دھڑکن گناہ ٹھہرے دلِ کائنات میں

صد مرحبا حقیقت کبریٰ کی وہ جھلک
خوشبو پڑھے درود تو سجدہ کرے دھنک
فرشِ زمیں پہ جس کے قدم عرش پر دھمک
نعلین پاکو چوم کے کہنے لگا ملک

بے جلوۂ حضور نہ دنیا نہ دین ہے
عشق رسول منزلِ حق الیقین ہے

KHULQ-E-PAIGHAMBARI

TABSARA

AUR

NAATI-A-INTIKHAB

Dr. S. Jameeluddin